باسمہٖ تعالیٰ

کتابِ عدل

خلیفہ محمد سعید

Marfat.com

باسمہٖ تعالیٰ

والصلوٰۃ والسلام علی العادل الفعال الاول المسلمین صلعم وعلیٰ سائر من تابعہ من تابعہ تابعہ الیٰ منذ الیوم الیٰ یوم القیٰمۃ

کتابُ عدل

برائے مؤتمر ثقافت اسلامیہ و فرمانروایان دولِ عالم و مؤیدین عدل وضاحت

مکاتیب بہ عمائد دولت علیہ پاکستان (بحضور انسانیت)

میزان العدل احیائے علومِ اسلامیہ کی تمکین جانب اولیٰ کے بعد مؤتمر ثقافت اسلامیہ کیلئے وضاحتِ تحصیل و انتقال ایمان اور عمائد دولت علیہ پاکستان کے لئے وضاحتِ مکاتیب مرسلہ کی وسیل سے انقلاب نہج کے ساتھ تمکین جانب آخری کی جانب دعوت عنوانہ کی وضاحت درخشندہ

خلیفہ محمد سعید
دار التصنیف و النشر جامعہ عالیہ بھدال

آلو مہار شریف
ضلع سیالکوٹ

(باہتمام - محمد سرور قریشی نیو عالمگیر پرنٹنگ پریس علامہ اقبال چوک سیالکوٹ - فون نمبر ۳۴۵۰) (زمزمہ پرنٹنگ

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمۃ العدل

جامع صدیقیہ دار التصنیف و النشر کی جدوجہد کے نتیجہ میں سنہ ۱۹۵۲ء میں "سیرۃ نبوی پر ایک محققانہ نظر" جلد اول، مصنفہ خلیفہ محمد سعید دولتِ علیہ پاکستان حاضر کے کالجوں اور جملہ اضلاع کی ایسوسی ایشن کی لائبریریوں اور مرکزی وزراء اور سفیروں اور ہر صوبہ اور اس کے تمام اضلاع کے چیدہ چیدہ عمائد کی خدمت میں خالصتہً لوجہ اللہ پیش کرنے کے بعد اس کے اقتباسات کے انگریزی تراجم الرفیق ماہ جولائی ۱۹۵۳ء کے ذریعہ تمام دولِ عالم کے عمائد اور فضلا کو پیش کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اسی سلسلہ میں الرفیق ماہ جولائی ۱۹۵۳ء موتمر ثقافتِ اسلامیہ منعقدہ واشنگٹن و پرنسٹن میں پیش کیا گیا۔ جس کا فضلائے موتمر نے بڑی اہمیت کے ساتھ استقبال کیا اور موتمر کی روئداد جامع صدیقیہ کو بھیجی۔ مطالعہ سے معلوم ہوا کہ تحصیل و انتقال ایمان کا جو تجسس موتمر مذکورہ کو ہے اور ڈاکٹر امیر علی عثمانیہ یونیورسٹی دکن نے اس کے جواب میں ایک گونہ معذرت کا اظہار کیا ہے۔ وہ تو گویا تمام عالم اسلامیہ سے استفسار تھا۔ جس کا جواب تمام ملّتِ اسلامیہ پر عائد ہوتا ہے۔ کہ ایمان کو اپنے الفاظ اور معانی اور مجاز و حقیقت کے ساتھ ہم کیسے حاصل کر سکتے ہیں اور اپنی آنے والی نسل کی طرف کیسے منتقل کر سکتے ہیں۔ چنانچہ یہ کتاب عدل اس کے جواب میں شائع کی اور موتمر ثقافتِ اسلامیہ میں شریک ہونے والے تمام مندوبین جو امریکہ اور دیگر ممالک یونیورسٹیوں سے موتمر میں شریک ہوئے ان کو پیش کی گئی اور انہوں نے اس کا عظیم استقبال کیا۔ اس کتاب کی متذکرہ پیشکش اس جذبہ کے ساتھ کی گئی تھی۔ کہ ملّتِ اسلامیہ کو اس فضیلت و ملّت کی بنا سے جو اسے نورٌ علیٰ نور اللہ عزوجل کے ساتھ نورانی جنتیت سے حاصل ہے تمام عالم فضل و برتری کا حق پہنچتا ہے اور اسے تمام انسانی کائنات کی رہبری کا فرض تفویض کیا گیا ہے۔ یہی ان مکاتیب کی وضاحت ہے جو عمائد دولت علیہ پاکستان کو متذکرہ تکمیلِ نشر کے بعد جاری کئے۔ اور مشرق و مغرب کے ان فضلا کی خدمت میں اس کی پیشکش کی گئی جنہوں نے اس کا استقبال کیا ہے۔ حقِ فضل صرف اس ملّت اسلامیہ کو پہنچتا ہے۔ جو صفات حسنہ اعلیٰ

Marfat.com

اخلاق فاضلہ سے متصف ہوگئی ہو اور ایسی قوم جس کے کثیر افراد جھوٹ بولتے ہوں ان کا کھانا طیب نہ ہو ان کی روزی کے ذرائع جائز اور حلال نہ ہوں ان کی آنکھوں میں امانت نہ ہو ان کی گفتگو میں حسن خلق نہ ہو ان کے خیالات اور ان کے اعمال میں وفا اور اعتماد نہ ہو ایسے افراد پر مشتمل قوم کو ہرگز ملت اسلامیہ نہیں کہا جا سکتا۔ خاکسار نے یہ رذائل اپنی قوم کے کثیر افراد میں چشم مشاہدہ سے دیکھے ہیں۔

اکل حلال۔ سچائی۔ امانت حسن خلق۔ وفا اور اعتماد جیسے فضائل کو اس قوم میں موجود کرنے کے بعد ہی یہ قوم ملت اسلامیہ کے نام سے موسوم کی جا سکتی ہے۔

والدین پر عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے بچوں میں مذکورہ صفات پیدا کرنے کے لئے ان کی تربیت کریں اور ان کا عمل ان کی اولاد کے لئے اسوۂ حسنہ ہو بلکہ ان کے اعزا و اقارب ان کے اہل محلہ ان کے احباب و اعزا کیلئے مشعل راہ ثابت ہو۔

خاکسار یقین رکھتا ہے کہ ہماری فلاحی جدوجہد اسی صورت میں بارور ہو سکتی ہے۔ کہ ہمارے ملک کے ہر کوچہ و برزن میں گونج اٹھے کہ توحید و رسالت پر ایمان اور احکام ربانی پر عمل اور نواہی سے پرہیز کے ساتھ ہی ہم اخلاق فاضلہ کے اس منصب پر فائز ہو سکتے ہیں۔ جو تمام کائنات پر برتری اور فضل کا استحقاق عطا کرتا ہے۔ اور سنت مصطفیٰ کے اتباع یا فضائل جہاں بانی سے ہمیں متصف کرتا ہے۔

گر شر بانی جہاں بانی کنی　　　زیب سر تاج سلیمانی کنی

خلیفہ محمد سعید

★

دار التصنیف والنشر کی جانب سے ان فضلائے مشرق و مغرب کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ جنہوں نے اس کتاب کو دنیا کیلئے قانون کامل دینے کی اصل قرار دیا یا دنیا کے ترقی یافتہ تقاضاؤں کو پورا کرنے والی اور رہنما قرار فرمایا یا دنیا میں پھیلی ہوئی وسعت کے ساتھ بارور ہونے والی اور نتائج کامیابی کا موجب قرار دیا۔

اس کتاب میں کانفرنس متذکرہ کے اس اصولی استفسار مرقومہ بہ صفحہ نمبر ۲۰۔ اردو مداد کانفرنس المعنون بہ مؤتمر الثقافت الاسلامیہ و علاقتہا با العالم المعاصر (تحصیل و انتقالِ ایمان یعنی ہم کس طرح ایمان حاصل کر سکتے ہیں اور ہم اپنی نوجوان نسل کی طرف کس طرح ایمان کو منتقل کر سکتے ہیں۔) کی وضاحت کی گئی ہے۔ جو اساسِ عدل پر استوار نوعِ انسانی کے نفوس اور نفسی دولتِ وسطیہ میں تواترِ حقیقتِ عدل اور درخشانی نورِ عدل کا شرح و بیان ہے دراں حالیکہ جامع اصول ہائے عدل دستورِ عدل کے خالقِ حقیقی کی جانب سے نزول کی طرف نفسِ انسانی فطری احتیاج رکھتا ہے۔ کیونکہ جیسے تخلیق عناصر اور پھر نفسِ انسانی میں ان کی ترکیب خالقِ حقیقی عزوجل کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہے۔ اسی طرح اصولہائے عدل کا نزول بہر دو اجزائے انسانی (حقیقت علوی و کثافت ارضی) کی تکمیل عدلیہ کا ذریعہ ہیں۔ خالق و مرکب حقیقی کے ساتھ خصوصیات رکھتا ہے۔ اور اسی حقیقت کی تسلیم فکری و اعترافی کو ایمان کے نام سے معنون کیا گیا ہے۔ پس دلیل متذکرہ سے دستورِ عدل (قرآن حکیم) میں کہ وہ جامع اصول ہے۔ نفسِ انسانی کا استغراق فکری و عمل اس کی معنویت کے ساتھ نفسِ انسانی کی حقیقت کو (کہ وہی اتحادِ فکر و عمل اور روئت ما بہ الایمان کی دلیل سے ایمان کی حقیقت منورہ ہے۔ درآں حالیکہ وہ اور ہر ایک اپنی حقیقت کے ساتھ تحقق پاتا ہے) متحد قرار دیتا ہے۔ اور اسی دلیل سے اجتہاد (قانون کی توسیع فرعی)، جو دستورِ عدل کی اساس اصولی پر توسیع فرعی ہیں نفسِ انسانی کی نشوی و ارتقائی کوائف کے اسباب خارجیہ متناعبہ کے ساتھ (جو نوعِ انسانی کی قوتِ اجتماعیہ سے تحقق پاتے ہیں)، مماثل ہے اور عدل معاشرہ و اقتصاد اس دلیل سے کہ وہ عدل نفس کے ساتھ عدل ماحول و مسخرات نفس کا تحقق اتحاد ہے۔ جو نظام تمدن میں عدل کو تقاضائے فطرتِ عادلہ قرار دیتا ہے۔

ف:۔ پس اس کتاب میں عنوانِ کثافتِ ارضی اور حقیقتِ علوی اور عنوان تعدیل نفس کے تحت نفسِ انسانی اس دلیل سے تشخیص اور تجزیہ کرتے ہوئے کہ ایمان اسی میں تحقق پاتا ہے۔ ایمان یا شعورِ صحیحہ کے کشف اور تحمل کشف کی وضاحت کی گئی ہے۔ جو ایمان کی حقیقت ہے۔ اور دلیل عدل سے جائز استحقاق بہ تدبیر و سیاست و تحکیم ہے۔ اور تمام عالم کے لئے نقطہ عدل پر اتحاد یا الاجتماع کے لئے فیصل بالحق ہے اور عنوان تزکیہ اور اس سے متعلقہ ان سطور کے تحت ایمان کو اپنی حقیقت منورہ کے ساتھ حامل رہتا ہے اور عہد مصطفوی سے الی یوم القیامہ نفوس ملت میں منتقل کرنے کی کیفیت منصرفہ فعالیہ اور کیفیت منفعلہ کی وضاحت کی گئی ہے۔ جو نفس فعال اور منفعل کے درمیان تعلق فعال و انفعال کے تحقق پر

تمہید: ... زندگی کے اصولی و فروعی ... عدل ۲۔ تجارت، زراعت اور ہر گونہ ذرائع کسب میں عدل۔

Marfat.com

(جو کیفیت انفعالی میں فکر و عمل کے باہم اتحادِ صادقہ کو مستلزم ہے) عملی تصرف فعال کے ذریعہ متحقق ہوتی ہیں۔ اور وہ عنوان تعدیلِ نفس کے آخری حصّہ کی وضاحتِ مزید ہے۔ یعنی جیسے خالقِ حقیقی عزّ و جل کے تصرف فعال کے ذریعہ انبیاء کے نفوسِ مطہرہ میں اور انجام کار نبی آخرین محمّد رسول اللہ صلعم کے نفسِ مبارک میں کشفِ روحِ الٰہی اور تحمّل کشف نے تحقق پایا۔ جو اساس عدل پر استوار نفس انسانی کی تکمیل، علاوہ کتنی اور ان کے ارواحِ الٰہی کے کشف نے ان کے نفوس میں وہ قوّتِ فعالیہ متصرفہ متحقّق کی۔ جس نے بنی نوع سے نفوس منفعلہ میں متذکرہ تصرف فعال کی نیابت متصرفہ کے ذریعہ کشف و تحمّل متحقّق کیا۔ جو نوعِ انسانی میں تو دلیلہ روحِ الٰہی اور نفوس مجتبین میں تصرف شہودی کے ساتھ ہدایت خاصہ کی دلیل سے تواتر قوّتِ فعالیہ متصرفہ کو مستلزم ہے۔ جو عہود مسلسلہ میں نفوس منفعلہ نوعی کیلئے ذریعہ کشف تحمّل ہے۔ دراں حالیکہ اس تحقق کشف و تحمّل کا تعلق نفوس منفعل کے فکر و عمل کے اتحادِ صادقہ کی شرط کے ساتھ جو صدقِ کیفیت منفعلہ ہے۔ اس عمل تصرف کے ساتھ ہے جو اللہ عزّ و جل اور اس کے بعد نفوس[1] فعال کی قوّتِ متصرفہ کے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے

فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا ۚ (اعراف)

جب اس کے پروردگار نے پہاڑ کی طرف تجلّی فرمائی۔ تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ بے ہوکر گر گئے۔

اور

وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ ۚ (المائدہ)

اور جب میں نے تجھ کو (مسیح عیسیٰ ابن مریم کو) کتاب و حکمت اور توراۃ و انجیل سکھائی۔

اور

وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (جمعہ)

اور (محمّد) ان کو پاک کر دے اور کتاب و حکمت سکھا دے۔

اور

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۙ (الم نشرح)

کیا ہم نے تیرے سینے کو نہیں کھول دیا۔

---

[1] کائناتِ انسانی یا خلائف الارض میں مرجع فطری عزّ و جل کے براہ راست تصرفات شہودی سے چونکہ مقصد امتحان ساقط قرار پاتا ہے۔ جو دعیہ تشریف عندیہ: تخلف عزّ و جل نے اپنے دستِ خلق سے کائنات انسانی میں ایک نوعِ فاضلہ اس استعداد کے ساتھ مخلوق فرمائی کہ اس عزّ و جل کے بلاواسطہ تصرّف فعال کے ذریعہ اس کے نفوس میں روحِ الٰہی نے کشف پایا جو ان کے ساتھ متمسک نفوس منفعل میں وجہ کشف نور و تحمّل نور ہے۔

[2] جو نبوّت مصطفوی کے تصرفِ شہودی اور ہدایت خاصہ کی دلیل ہے کائنات انسانی میں منجملہ نوعِ فاضلہ ہیں۔

Marfat.com

اسی حقیقت متصرفہ کا شرح و بیان ہے۔ جو وجہ کشف شعور اور تحمل کشف ہے۔ کیونکہ کتاب ترشح عادلیہ الٰہیہ ہے۔ اور نفس انسانی حامل روح الٰہی ہے۔ اس لئے نفس انسانی کا کشف شعور یا انشراح نفس اور معنویت کتاب کا اس میں تحقق متحد الحقیقت ہے۔ اور ناموس اکبر حضرت جبرائیل علیہ السلام کا انبیائے عظام علیہم السلام اور اس صلعم پر نزول اور اس صلعم کے ساتھ معانقہ اور اس صلعم کے بعد امت مصطفوی میں نفوس فعال کے ساتھ تسلسل و تواتر عہد بیعت اسی حقیقت متصرفہ کی عملی وضاحت ہے۔

(ب) پس جب نفس انسانی بطابق فرمان ربانی وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ صلاح و فساد اور حق و باطل اور خیر و شر کے درمیان دلائل فارقہ قائم کرتے ہوئے فکر صحیحہ کو متشخص کر لیتا ہے۔ جو کثافت عنصری پر لطافت علوی کے پرتو شعوری کے تقاضا کی ایفا ہے۔ اور اسی دلیل سے وہ مبداء ارواح علی الکبیر عزوجل پر ایمان صحیحہ ہے جو حصول ایمان کا غیر مشہود درجۂ ابتدائی ہے۔ تو چونکہ ہر امر اپنی حقیقت کے ساتھ تحقق پاتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ تقاضائے شعور یعنی فکر صحیحہ کی نفس انسانی میں تسکین اپنی حقیقت منورہ کے ساتھ متحقق ہو اور اس کے لئے فکر و عمل یا روح و جسم میں اتحاد صدق سے ایمان کو متشکل کرنا چاہیئے۔ جو داعی الی المرجع صلعم اور اس کی امت کے نفوس فعال کے دست مبارک پر اعتراف فکر صحیحہ اور دست گیری یعنی ترشحات ادراکیہ و تحریکیہ کے ذریعہ مستلزم ایفائے عقید عہد بیعت ہے۔ جو جانب میزانیہ میں تحقق ثقل اور تنصیف صحیحہ کی دلیل سے عدل ہے اور نفس فعال منور کے ساتھ جس میں روح الٰہی منکشف ہو جاتا ہے۔ متذکرہ صاحب فکر صحیحہ نفس منفعل کا اتحاد انفعالی ہے۔ جو نفس فعال کی جانب سے تلقین آیات کتاب کے ساتھ اس کے نورانی تصرف جذبیہ کو مستلزم ہے۔ درآں حالیکہ قوت متصرفہ اسم الٰہی در ترشحات فعالیہ الٰہیہ (کتاب مجید) میں اس دلیل سے استغراق سے نفس فعال میں تحقق پاتی ہے کہ اسم مسمّٰی عزوجل کا مظہر صوری و عرفی ہے اور کتاب مجید مافی النفس متکلم عزوجل کا ترشح فعال ہے۔ درآں حالیکہ وہ نفس منفعل عہد بیعت کی ایفا سے جو اعمال صالحہ یا اسم ذات الٰہی اور کتاب مجید (دستور عدل) میں استغراق عملی ہے فکر و عمل کو متحد قرار دیتا ہو۔ جو نفس فعال کے تصرف جذبیہ مندرجہ کی معیت میں سوز محبت الٰہی کے ساتھ وجہ کشف نور اور تحمل نور ہے۔ جو ایمان کی حقیقت مشہودۂ منورہ ہے (درآں حالیکہ استعداد انفعالی پر تصرف فعال اور کیف استغراقیہ یا عمل صالحہ کے تاثرات کے علم کا تعلق اس شہود منورہ کے ساتھ ہے جو نفس منفعل میں پرتو رخشائی لامتناہی آفتاب حق ہے)

گویا نفس فعال کی جانب سے سوز محبت الٰہی کی شرح لسانی کے ساتھ جو يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ[1] سے مقصود ہے۔ اور اس کی تسلیم فکری و اعترافی ایمان کا درجۂ ابتدائی ہے۔ حرارت محبت الٰہی کا نفس فعال کی جانب سے اس نفس منفعل پر جس کا فکر و عمل انفعال میں متحد ہو۔ توجہ شعوری کے ساتھ القا (جیسے شمع سے شمع روشن کی جاتی ہے) نفس منفعل میں کیفیت حرارت کا موجب ہوتا ہے۔ جو اس دلیل سے کشف نور کو

---

[1] اس کی آیات ان پر تلاوت کرتا ہے۔

مستلزم ہے کہ حرارت اور روشنی لازم و ملزوم ہیں۔ درآں حالیکہ کشف نور رویت ما بہ الایمان کی دلیل سے ایمان کی حقیقت ہے۔ اور ﴿یُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ﴾[1] کا مقصود معنوی ہے۔

پس جب غیر مشہود فکر صحیحہ یا ایمان کے درجہ ابتدائی کے ذریعہ دلائل فارقہ کے ساتھ تحقیق حق و عدل قرار پاتا ہے۔ تو اپنی نوجوان نسل کے لئے دلائل ممیزہ اور دانش مستحکم فی العدل کی مؤلفات فکریہ جو مؤثرات ابوت کی صور ارتقائیہ ہیں۔ ایمان یا فکر صحیحہ سے شناسا کرنے کا ذریعہ ہیں۔ مگر ایمان کی حقیقت کا حصول و انتقال نفس فعال کے ساتھ تعلق انفعال کے اس دلیل سے تحقق کو مستلزم ہے۔ کہ امتزاج لطافت و کثافت پردۂ غیب ہے اور استعداد انفعالی ہے۔ اس لئے اسوۂ متشکل و فعال کی طرف وہ فطرتاً احتیاج کرتا ہے اور وہ کیف انفعالی اس دلیل سے کہ وہ منکشف روحِ الٰہی کے ساتھ متعلق قرار پاتا ہے۔ مبداء ارواح مرجع فطری عز و جل کے ترشحات عدلیہ میں اساس عدل پر استوار فطرت نفسی کے استغراق کو مستلزم ہے۔ کیونکہ خالق فطرت کا تصرف ہی جو اس کے ترشحات میں استغراق سے تحقق پاتا ہے۔ اساس عدل پر تعمیر قصر عدل کو متحقق کر سکتا ہے۔

نیز یہ امر ذہن نشین رہنا چاہیئے کہ نفس انسانی پیدائش کے بعد اپنی انفعالی استعداد کے ساتھ (جس پر نفس انسانی میں ترکیب عناصر کا قبول حیات اور انفعالاً حمول روحِ الٰہی شاہد ہے۔ اور اسی کے ذریعہ تصرف فعال کے ساتھ تعلق انفعالی تحقق پاتا ہے) تاثرات ماحولیہ کو قبول کرتا ہے۔ چنانچہ اقوامِ عالم میں عدل و فرط سے متعلقہ اختلاف افکار کی بڑھتی ہوئی وسعت کی یہی وجہ اساسی ہے۔ من جملہ اس طریق سے ایمان یا فکر صحیحہ کا درجہ ابتدائی گو نفوسِ انسانی کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ مگر یہ قبول اثر ایمان کے حقائق منورہ کے انتقال کا ہرگز ضامن نہیں ہو سکتا۔ اس کیلئے اسی متذکرہ قوت متصرفہ فعالیہ کے تصرف فعال کیساتھ مستلزم صدق اتحاد و فکر و عمل الحاق انفعالی کی ضرورت ہے جو تصرف الٰہی سے انبیائے عظام اور سانجام کار ابوالانس عادل فعال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفسِ مبارک میں جلوہ ریز ہوئی اور اس صلعم کے بعد اس صلعم کے تصرف فعال سے الیٰ یوم القیٰمہ نفوسِ منفعل و فعال (صدیقین و شہداء صالحین) میں تواتر کے ساتھ جاری و ساری ہے۔ جو فردیت نبوت مصطفوی یا اختتام نبوت پر اس دلیل سے حجت قاطع ہے۔ کہ مضمون نبوت کتاب و حکمت (یا ایمان کی حقیقت منورہ) کے انتقال پائندہ کا الیٰ یوم القیٰمہ اہتمام جاری ہے۔

الحاصل ایمان غیر مشہود تاثرات ابوت یا مؤلفات فکریہ مدللہ جو مؤثرات ابوت کی صور ارتقائیہ ہیں سے بھی نفوس میں منتقل ہوتا ہے۔ مگر فکر صحیحہ یا ایمان اور اس کے حقائق منورہ یعنی لفظ و معنیٰ اور جسم و روح ایمان کے انتقال کا ذریعہ نفوسِ فعال کیساتھ تعلق عہد انفعالی کا مستلزم ایفا تحقق ہے جسے اللہ عز و جل نے فرمان ذیل میں رفاقت سے تعبیر فرمایا۔

---

[1] انسان کو پاک کرتا ہے۔ اور ان کو کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ (ترجمہ)

Marfat.com

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (النساء)

جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے۔ وہ ساتھ ہے ان کے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔ انبیاء صدیقین شہداء صالحین ہے اور وہ بہترین رفیق ہیں۔ (اس آیت مقدسہ میں مومنین امت مصطفوی کو امم گذشتہ کے ساتھ ملحق قرار دیا گیا۔

ہر کجا تاریکی آمد ناسزا　　　از فروغ ما بود شمس الضحیٰ

عنوان تزکیہ اسی حقیقت کی شرح درخشندہ ہے۔ جو کائناتِ انسانی میں تواتر کشف و تحمل یا تسلسل اہتمام تکمیل فطرت ہے۔ پس یہ امر ذہن نشین رہنا چاہیئے کہ نفسِ انسانی میں کشف و تحمل کا تحقق چونکہ عدل ہے۔ اور اساس عدل پر استوار فطرتِ نفس میں تمکین تکمیل عدل کی دلیل سے تکمیل فطرت ہے۔ اس لئے فضائل اخلاق حکمت و عدالت کو (جو کشف شعور کے مظاہر خصوصی ہیں) اور محاسن افعال شجاعت و عفت کو (جو تحمل کشف کے مظاہر عادلیہ ہیں) دراں حالیکہ کشف و تحمل کو باہم لزوم حاصل ہے۔ تمام کائنات انسانی کا اساس عدل پر استوار فطرت نفس کے فیصلہ کی رو سے متحدہ مقصودِ عدلیہ ہونا چاہیئے۔ درآں حالیکہ فرمانِ ربانی یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى کے تحت وحدتِ مرجع نسلی اور وحدت منزل اوّل کی دلیل سے اساسِ عدل پر استوار نوعِ انسانی کی مکمل عدل جائز واحد سیاست مدن اصولِ تدریج کی شہادت کے ساتھ منزل اوّل کی صورت وسیعہ ہے اور نظامہائے منازل کے اجتماع متدرجیہ سے متحقق ہوتی ہے (یعنی وحدۃ السنہ اور صور اور اختلاف طبقات ارضیہ کی دلیل سے متعدد نظامہائے مدن کے فردیت دولت وسطیہ میں محور الوہیت انس کی مکمل عدل تربیت فاضلہ کے گرد تمدد اور صحیحہ کے ساتھ اجتماع سے متحقق ہوتی ہے) اس لیئے عدل کو نقطۂ مقصود متحدہ قرار دیتے ہوئے تطابق السنہ و ماحول منجملہ الفائے تقاضائے فطرت ہے۔ آیہ متذکرہ کا حصہ آئندہ وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اسی حقیقت فطریہ کی وضاحت ہے پس واحد مرجع نسلی انسان اوّل سے لیکر کافۃ النّاس کی طرف ہی فرد محمد رسول اللہ خلیفۃ اللہ فی الارض صلی اللہ علیہ وسلم

درآں حالیکہ آیہ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (آل عمران) ہی کلمۂ طیبہ تمہ۔ اختتام نبوت یا فردیت نبوت مصطفوی پر وضاحت متذکرہ و آئندہ کی دلیل سے شاہد بالحق ہے کیونکہ انبیائے کرام کی امم انکے وجود میں مدغم ہیں۔ نظام مدن میں نمائندگی اعلیٰ اپنی حقیقت جامعہ کے ساتھ اس کے کلیہ پر شاہد ہے پس یہ کلیہ مسلمہ جملہ امم کو تصدیق نبوت مصطفوی پر مکلف بالعدل قرار دیتا ہے۔ فردیت نبوت مصطفوی کے متعلق تورات و انجیل میں مصدقہ اسی حقیقت پر دلائل راسخہ ہیں۔ ۲؎ اے لوگو ہم نے تمہیں پیدا کیا ایک مرد اور ایک عورت سے۔ ۳؎ اور ہم نے تمہیں گروہ قبائل بنایا تاکہ تم پہچانے جاسکو۔ تحقیق تم میں سے اللہ کے نزدیک بزرگ وہ ہے۔ جو تم میں سے متقی ہے۔ (الحجرات)

Marfat.com

کے عہد مبارک تک جملہ اقوام کی طرف مرسلین اور ہادیان کرام مبعوث کیئے گیئے۔ تا آنکہ عادلِ فعال محمد رسول اللہ صلعم تدریجی تقاضاہائے دہر کی رفعت مستدرجہ کی دلیل سے جو الیٰ یوم القیمہ مبادیات مقتضیات دہر کی وضاحت تھی۔ تکمیل دستوریہ ہر گونہ حیات کے ساتھ کافۃ النّاس کی طرف مبعوث ہوئے جس پہ دستور عدل کی تکمیل اُصولی اور اس کی شرح متشکل سنت مصطفوی صلعم اور دستور عدل کی نورانی معنویت کا نفوس عادل میں الیٰ یوم القیمہ سیرانِ تواتر (جو وجہ کشف و تحمل نوع انسانی ہے۔ اور وسعت مقتضیات دہر کی مطابقت کے ساتھ حق توسیع قانون یا اجتہاد ہے) شاہد پائندہ ہے اور اس صلعم کو واحد مرجع نسلی انسانِ اوّل کے منصب ابوت النس پہ فائز قرار دیتا ہے۔ کہ یہ حقیقت علیہ جائز واحد دولت وسطیہ کیلئے اس صلعم کی قوتِ فعالیہ متواترہ کیساتھ الحاق انفعالی کیلئے فیصل بالحق ہے۔ جو نفس مدن میں وجہ درخشانی نور عدل ہے اور مکارم اخلاق اور محاسن افعال کو فطرتِ نفس فرد و جماعت قرار دیتی ہے۔ جو اساس عدل پہ استوار فطرت نفس کے فیصلہ کی رو سے عدل ادراک و عدل تحریک کے مظاہر میں یا حفظ فطرت تخلیقیہ اور اس کی تکمیل کے ترشحات ہیں۔

اور چونکہ حفظ فطرت (جو تزکیہ سے تحقق پاتی ہے) اس دلیل سے کہ کثافت نفس یا روح بخاری پہ روح الٰہی کا کشف ہے جو تکمیل فطرت ہے۔ اور نفس انسانی میں مستخلف عزّوجل کی طرف سے مقصد استخلاف فی الارض کی وضاحت ہے کہ وہ خالق نوع انسانی و خالق مسخرات نوع انسانی مستخلف واحد عزّوجل کی فردیّت الوہیّت کی فردیّت نیابت فاضلہ کی دلیل سے مزرع انسانی کا حاصل و ثمر ہے اس لیئے اس کتاب عدل میں مضمونِ استخلاف فی الارض پیش کیا جاتا ہے۔ کہ مستخلف عزّوجل کا رحم فعال نفس دہر کے تقاضاہائے انحطاطیہ کے تحقق پہ اُسے جب سطح الارض پر متمکّن فرما دیتا ہے۔ تو وہ ملّتِ عدل میں کشف و تحمل منوّر کے سیران متحدہ کی دلیل سے توڈد رحیم کے ساتھ نوع انسانی کے لیئے دفع فساد اور تمکین امن سے جو تکمیل فطرت کے ترشحات فعالیہ ہیں۔ مستخلف رحیم عزّوجل کے جلال قاہرہ کو جو سطوت سجاعت رحیم ہے۔ سطح ارض پہ نافذ بالعدل قرار دیتا ہے۔ جو تمکین عدل اور دفع موانع مفسدہ (اصلاح فرط) کی دلیل سے موجب حفظ فطرت نوع انسانی ہے۔ جس کی شرح بحیثیت اسوۂ فعال زیر عنوان تمکین استخلاف فی الارض در فتح مکہ سیرۃ نبوی پہ ایک محققانہ نظریہ میں شائع ہو چکی ہے۔

اور چونکہ حفظ فطرت اس دلیل سے منادی امن ہے۔ کہ کشف نور اور تحمل نور نفس انسانی کے دستور عدل (کتاب مجید) میں استغراق کی دلیل سے اس کی نورانی معنویت کے ساتھ متحد الحقیقت قرار پاتا ہے۔ اور اس دلیل سے وہ تہذیب نفس اور تدبیر منزل اور سیاست مدن میں اجتہاد یا توسیع فرعی کے ساتھ عدل کو فطرت ان کی معیت میں نافذ قرار دیتا ہے۔ جو امیر فرد اور خلیفۃ اللہ فی الارض کی ابوت فاضلہ کے محور محکمہ کے گرد تعداد امم نفوسِ افراد کے ساتھ حوائج علوی و عنصری کی ایفا بالعدل ہے۔ اس لیئے اس کتاب میں استخلاف فی الارض مضمون اجتہاد اور نفاذ امر پیش کیا جاتا ہے۔ جو تہذیب و تدابیر و سیاست کی وسعتوں کے تقاضائے

Marfat.com

کی الیٰ یوم القیمۃ متمکن عدل اور دافع فرط الیفائے جاریہ ہے اور فردیت امارت یا ابوت انس کا لازمہ امر بالعدل ہے۔

اور چونکہ نزول دستور عدل کیلئے نفس انسانی مرجع فطری عزّوجل کی جانب فطری احتیاج رکھتا ہے۔ اس لئے عنوان تنزل دستور اور اس کی تدریج اور ناتمام انسانی جدّوجہد کا کچھ حصّہ پیش کیا جاتا ہے۔ جو تجزیہ نفس کے ساتھ متذکرہ احتیاج فطری کی وضاحت ہے۔ نیز چونکہ نفس انسانی میں تدریج۔ تنزیل دستور میں مقصد تدریج کی وضاحت ہے۔ اس لئے عنوان تدریج ارتقاء کا کچھ حصّہ شامل کیا جاتا ہے۔ جو نفس انسانی اور اسی سے ماحول حیات میں اصول تدریج کی وضاحت کا آئینہ دار ہے۔

اور چونکہ نفس فعال، عادل مرجع فطری عزّوجل کی جانب سے منزلہ دستور عدل کی نورانی معنویت کے ساتھ حقیقت نفس منوّر کے اتحاد کی دلیل سے مقتضیات دہر کی دستور عدل اور اس کی شرح متشکل سنّت مصطفوی صلعم کے ساتھ مطابقت کرتے ہوئے معیار عدل پر راسخ۔ توسیع قانون کا فرض فعال انجام دیتا ہے۔ جو شوکت اجتہادیہ ہے۔ اور فردیت نبوّت مصطفوی صلعم کے تحت الیٰ یوم القیمۃ قانون کی جزئیات فروعی کی وسعت متدرجہ کو احاطہ کرتے ہوئے تکمیل دستور اور اکمال دین اور اتمام نعمت پر دلیل راسخ ہے۔ جیسے کہ سیرۃ نبوی پر ایک محققانہ نظر جلد اوّل و دوم عادل فعّال اوّل المسلمین صلعم اور اصحاب تواتر کے تا صدّیق زماں حضرت خواجہ محمد صدّیق رضی اللہ عنہ و نوشہ دوراں و شہید حضرت خواجہ محمد رفیق رضی اللہ عنہ کے تصرف فعال کے ساتھ خاکسار کے الحاق انفعالی کے نتیجہ میں اپنی جامعیت آئین کے ساتھ اس حقیقت تکمیلیہ پر دور حاضر کے تقاضا ہائے دانش و فکر کے تطابق بالعدل کے ساتھ اس دلیل سے شاہدین عادلین ہیں۔ کہ وہ بنی فرد المبعوث الی کافۃ النّاس کے اسوۂ حسنہ پر جو دستور عدل کی شرح متشکل ہے۔ ایما تشخیص و تجزیہ نفس اور تشخیص مسخرات نفس کے ساتھ محققانہ نظر ہیں۔ گویا وہ اکمال دین اور اتمام نعمت اور اختتام [illegible]ت (فردیت نبوت مصطفوی) پر حجج ہائے روشن ہیں۔ اس لئے یہ خاکسار اس کتاب میں [illegible]ان تزکیہ اور جملہ مضامین شاملہ کے ساتھ سیرۃ نبوی پر ایک محققانہ نظر جلد اوّل کے عنوانات کمال دین اور اتمام نعمت [illegible] کچھ حصّہ اور جلد دوم کے تعارف کے ذریعہ مؤتمر ثقافت اسلامیہ اور فرمانروایان دول عالم اور جلیل القدر فضلائے زمانہ [illegible] جنہوں نے شرف نبوی پر ایک محققانہ نظر کے اقتباسات کا استعمال کیا ہے۔ اور مقتضیات دہر کے ساتھ تطابق توسیع [illegible]ن سے متعارف کرتا ہے۔ جو الیٰ یوم القیمۃ وحدت و فردیت بعثت مصطفوی پر دلیل قاطع ہے۔

کثافتِ ارضی و حقیقتِ علوی

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ (والتین)

تحقیقی نگاہ اس حقیقت کو اپنی گہرائیوں کے ساتھ پالیتی ہے کہ خلاصہ ہائے خاک نباتات کی روئیدگی کا براہ راست زمین سے تعلق ہماری آنکھوں کے سامنے متحقق ہوتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ زمین سے آگئی ہیں۔ اور جسم انسانی کی نشوونما اور حیات و بقائے عنصری کا ظاہری سبب بنتی ہیں۔ اور حیوانات کی حیات و بقا کا موجب ہوتی ہیں۔ جن کا گوشت اور دودھ انسان کے ساتھ حیوانی جنسی اشتراک کے سبب انسانی نشوونما اور توانائی کا ایک قوی ذریعہ ہے، چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ (یٰسین)

اور اُن کے لئے آیت ہے کہ زمین مُردہ کو ہم زندہ کرتے ہیں۔ اور اس میں سے دانہ نکالتے ہیں۔ پس وہ اس سے کھاتے ہیں۔

اور حیوانات کے متعلق فرماتا ہے۔

وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ (یٰسین)

اور ہم نے حیوانات کو اُن کا مطیع کر دیا ہے پس ان میں سے بعض ان کی سواریاں ہیں اور بعض کو وہ کھاتے ہیں۔

مُردہ زمین کا پانی سے زندہ ہو جانا اور روئیدگی نباتات سے اپنی حیات کا ثبوت بہم پہنچانا اس حقیقت پر دلیل ساطع ہے کہ ترکیب عناصر سے حیات عناصر ایک خالق و مرکب عناصر کا فعل ہے۔ نباتات کی ہر نوع ہر قسم کے پودے یا درخت کے بیج کی عناصر ارضی سے مناسبت اس کے عنصری ہونے پر دلیل روشن ہے۔ اور وہ عناصر کی مانند ایک ایسا حادث ہے۔ جو اپنے حدوث میں قدیم حقیقی کا محتاج ہے۔ اور اس کی پیدائش مسلسل اس کے حدوث کی کیفیت کو نمایاں کرتا ہے۔ اور درخت کے پھلنے کے بعد بیج کا پیدا ہونا اس حقیقت کی طرف مشیر ہے کہ پودے ا درخت اپنی تخلیق میں بیج سے سابق ہیں۔ کیونکہ درخت کو ایک مقام پر استقلال و ثبات ہوتا ہے۔

Marfat.com

اس کا ثبات اس کے وجود کے استقلال پر اور خالقِ حقیقی کے دستِ تخلیق کے تصرّف پر اپنی کیفیت وجود کے ساتھ شاہد ہے۔ اور یہ سب کچھ خالقِ حقیقی کی قوتِ تخلیق کا مظاہرہ ہے۔ اور پیدائش انسانی کی تمثیل ہے اور نباتات کے خلاصہ ارض ہونے پر دلیلِ روشن ہے۔ جو انسان کی بقائے عنصری کا ظاہری ذریعہ ہیں۔ اور یہ حقائق انسان کے خلاصہ طین ہونے پر برہان "قاطع ہیں۔ فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ میں یہی آفتابِ حقیقت چمکتا ہے۔ جس طرح ترکیب عناصر سے اللہ عزّوجل نے نباتات کو خلق فرمایا۔ اسی طرح اس تبارک وتعالےٰ نے عناصر کو اس حیثیت سے ترکیب دی کہ حیوانات گوناگون صورتوں میں متشکل ہوئے اور ترکیب عناصر سے ان میں ایسی لطیف بھاپ پیدا فرمائی۔ جسے رُوحِ بخاری کہنا چاہیئے۔ جس میں ایسا فطری لگاؤ پیدا ہو گیا۔ جس سے ہر حیوان اپنے نوعی حالات وحاجات کے مطابق ارضی مقتضیات یعنی کھانے پینے اور اپنی حفظ وبقا اور توالد وتناسل کی ایفا کر سکے۔ اور یہ کثافتِ ارضی کا تقاضا ہے۔ مگر منجملہ انسان میں کثافتِ ارضی کی ودیعت اس عزّوجل نے بمطابق

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ (والتّین)

تحقیق ہم نے انسان کو بہترین نگاشت سے خلق فرمایا۔

اس بہترین تقویم کے ساتھ فرمائی کہ وہ شکل وصورت اور اعضا وجوارح میں سب حیوانات سے ممتاز ہے۔ اور یہ اس کی نگاشت میں کمال اعتدال ہے تاکہ کثافتِ ارضی اپنی خلقی نسبت کے ساتھ جو اُسے قائم بالقسط (بالاعتدال) سے حاصل ہے۔ حسن تقویم میں قیامِ اعتدال سے اس کی نیابت کا استحقاق کامل کر لے۔ پس اس مخصوص استحقاق کو قائم فرماتے ہوئے اس عزّوجل نے اس کی رُوحِ بخاری سے رُوحِ علوی متعلق فرمائی کہ وہ عرفان الٰہی کی بالقوہ حامل ہے۔ جو اس کے اپنے رُخِ تاباں سے کشفِ حجاب ہے اور اس تعلّق کی حقیقت انسان کا وہ شعور یا ادراک ہے جو حق وباطل کے درمیان تمیز کر سکتا ہے۔ اور دلائل فارقہ قائم کر سکتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ تمام حیوانات اور عناصر پر نظم وتدبیر سے حکمران ہے۔ اور وہ بلاشبہ اپنی ناظمہ اور مدبّرہ حیثیت کی شہادت کے ساتھ نفسِ انسانی میں علوی پرتو کے امتزاج سے ہے۔ کیونکہ نظم عالم اس علی الکبیر کے دستِ حکمت وقدرت سے متعلق ہے۔ جس کے نظام مقدّرہ میں سب ملکوت اپنی اپنی خدمات قیام دے رہے ہیں اور وہ اپنی ذات میں نورٌ علیٰ نور اور قائم بالقسط ہے اور بلاریب خواب وبیداری صالحین کی رویت حقائق اسی رُوحِ علوی کا کشفِ علم ہے۔ اس کی حقیقت بیان میں نہیں آسکتی۔ ... اسلامیہ کے پاکیزہ ارواح اس کیفیتِ جلیلہ پر شاہد ہیں۔ گویا حقیقتِ علوی جو استعداد تنویر ہے۔ ... انتہی کے ساتھ (کہ وہ پردۂ غیب ہے۔ اور اس روح علوی کا محل ہے اور موجب بقائے نسل

انسانی ہے) ضرور نفس انسانی میں ودیعت کی گئی ہے اور ان دونوں حقائق کی ترکیب سے انسان جامع حقائق عنصری و علوی ہے۔ اور صاحب ارادہ و تدریج و استقلال و تمیز ہے۔ اور یہی الہام فجور و تقوٰی ہے جو استحقاق مقصود آیۂ ذیل ہے۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ (انعام) — اسی نے تمہیں زمین پر خلفاء بنایا ہے۔

اور یہ ترکیب ان ہر دو حقائق کی تعدیل یعنی تنویر تصقیل سے آیہ استخلاف مشروط ہے۔ جو سورہ نور میں اس اقتضائے سعادت کی شرح ہے۔ جس سے اُمتِ محمدیہ صلعم فائز المرام ہے اور وہ مزرع انسانی (خلائف الارض) کا حاصل و ثمر ہے۔

تعدیلِ نفس

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ ... الخ (نحل)

انسان کی ترکیب خلقت یعنی اس میں کثافتِ ارضی اور حقیقت علوی کا اجتماع اس کے مقتضیات کو دو اطراف میں منقسم کرتا ہے اور عدل کے معنی یہ ہیں کہ وزن کو ایسا منقسم کیا جائے کہ ترازو کی کوئی جانب کسی طرف جھکنے نہ پائے۔ یعنی لطافت و کثافت کے مقتضیات کا ایفائے عادل عدل ہے۔ نفس ناطقۂ انسانی میں حقیقت علوی کے تقاضا کا ایفائے عادل یہ ہے۔ کہ وہ اپنے مبداءِ عالی حکیم مطلق سے واصل ہو۔ وجودِ استعداد اور اس کی ایفا فطرت عدل ہے۔ وہ عزّوجل الوہیت میں شرکت سے پاک ہے۔ اس لئے ایفائے استعداد حقیقت علوی بھی مقصودی شرکت سے پاک ہے۔ خلق اور نظم اور ربوبیّت یہ خالق و غالب حقیقی کی صفات ہیں۔ اور یہ حکمت الہٰی کے ظاہری مظاہر ہیں۔ پس یہ شعور انسانی جو انسان کا مایۂ امتیاز ہے۔ اور جس کی وجہ سے وہ یہ نظم و تدبیر عناصر پر غالب ہے نفس انسانی میں کثافت ارضی پر حکمت الہٰی کا پرتو ہے۔ جو اپنے معنوی شہود سے ہی اپنی حقیقت کے انکشاف کے ساتھ مکمل و متحقق ہوتا ہے۔ وہ حکیم مطلق نورٌ علیٰ نور ہے۔ اس لئے اس کی حکمت کا پرتو اپنے نورانی حقائق معرفت الہٰی سے تکمیل پاتا ہے۔ جس کی علمی روشنی ملکوت کو محیط ہے۔ آیۂ

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ رَمَىٰ (انفال) — تو نے تیر نہیں مارا۔ جبکہ مارا بلکہ اللہ نے تیر مارا

Marfat.com

میں اسی تکمیل حکمت کی وضاحت ہے اور آیۂ :-
اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ (فتح) جنہوں نے تیری بیعت کی۔ انہوں نے اللہ کی بیعت کی۔

میں یہی آفتاب نور درخشاں ہے۔ اور آیۂ :-
یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ (نور) اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدائت کرتا ہے۔ میں اسی تکمیل حکمت کی تصدیق ہے اور آیۂ :-
لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ (حدید) اُن کیلئے اُن کا اجر ہے اور اُن کا نور ہے۔
میں شعور انسانی کے نورانی حقائق اور معرفت الٰہی کی متحدہ حقیقت درخشاں ہے۔
اور یہ تکمیل حکمت اسی صورت میں ممکن ہے۔ کہ اس حکیم مطلق اور نورٌ علیٰ نور کے انوار ذات نفس ناطقہ انسانی کو احاطہ کرلیں اور وہ اس میں مستغرق ہو جائے۔ اس کی ذات میں استغراق اس کے کلام اور اس کے ذکر پر مواظبت سے ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ کلام اور اسم ذات اِس متکلم اور مسمّٰی عزّوجل کے ذاتی ترشحات ہیں۔ اور کلام اور ذکر پر مواظبت کے دو پہلو ہیں۔ ایک یہ کہ مضمونِ کلام یعنی احکام کی تعمیل ہو۔ اور دوسرے ان ذاتی ترشحات الٰہی کو وہ اپنی ذات پر تکرار و استمرار سے مستولی کر دے۔ اور اس کا طریق ادائیگی فرائض کے ساتھ نوافل میں ترتیل قرآن مجید اور ذکرِ الٰہی پر ہر نفس کی مداومت اور مواظبت ہے۔ جس کا انجام اس ذاتی ترشحات الٰہی میں استغراق سے استغراقِ ذاتِ الٰہی پر منتج ہوتا ہے اور وہ نفس منوّر اس حکیم مطلق کی صفات کا جلوہ گاہ ہو جاتا ہے۔ وہ عزّوجل خالقِ حقیقی صادق القول اور صادق الوعد ہے۔ وہ اِنسان بھی اپنے فکر صحیحہ اور اعتراف کی اپنے عمل سے تصدیق کرتا ہے۔ وہ لطیف و خبیر مجرّد عن المادہ ہے۔ وہ انسان بھی حوائج ارضی سے بحیثیت خواہش پاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کا اضطراب بشری جو تاریکی اور غیب ہے۔ اطمینان کامل سے بدل جاتا ہے جو نور و شہود ہے اور لطافت الٰہی کا پرتو ہے۔ چنانچہ اللہ عزّوجل فرماتا ہے :-
یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ اے نفس اطمینان یافتہ لوٹ اپنے پروردگار
رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ؕ (فجر) کی طرف راضیہ و مرضیہ۔

اور فرماتا ہے :-
لَهُمْ اَجْرُهُمْ نُوْرُهُمْ (حدید) اُن کیلئے اُن کا اجر ہے اور اُن کا نور ہے
علیٰ ہذا سب رذائل اخلاق سے جن کی بنا مقتضیات لطافت و کثافت یعنی قوائے ادراک و تحریک میں فرط ہے۔ وہ بطور فطرت محفوظ ہو جاتا ہے۔ یعنی کمال نفرت کے ساتھ ان رذائل سے مجتنب رہتا ہے

Marfat.com

اور محاسن اخلاق بطور عادت و فطرت اس سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس آئت ربانی میں اسی تسلیم کا حکم دیا گیا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً ۝ (البقرہ) اے مومنین تم تسلیم میں کاملاً داخل ہو جاؤ۔

پس جب اس کا نفس سلیم اور مطمئن ہو جاتا ہے۔ جو سلام و لطیف و قدوس عزّوجل کی لطافت کے نورانی تجلّی سے منوّر ہے۔ تو اس وقت شعور یا حقیقت علوی تکمیل پاتی ہے۔ جو اسی کا معنوی انکشاف ہے اور اس کی کثافت ارضی منوّر ہو جاتی ہے تثقیل کثافت ارضی کا تحمّل لطافت اور اس میں استقلال اس معتدل خلقی نسبت سے ہے۔ جو اسے خالق حقیقی کے ساتھ حاصل ہے۔ اور یہ نفس ناطقہ کا دفع موانع ہے اس عزّوجل کی طرف عنصری رجوع اور اس کی عادل ایفا ہے۔ اور اپنی اس کیفیت میں حقیقت علوی کے ساتھ متحد ہے۔ اور یہ اتحاد جنسیت فطرتاً مستلزم تدریج ہے۔ اور یہ نفس ناطقہ کا وہ پہلو ہے۔ جو حقیقت نفس کی شناخت یا معرفت الٰہی سے متحقق ہوتا ہے۔ اور اس کے تقاضا کی عادل ایفا اس کا عدل ہے۔ پس تحقق عدل پر اس کا ادراک ادراک الٰہی ہو جاتا ہے۔ اس کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ اور اس کی سمع و بصر ذاتِ اللّطف کی سمع و لطافت کا مظہر ہو جاتی ہے۔ اللہ عزّوجل فرماتا ہے۔

يَدُ اللهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۝ (فتح) اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے (اور وہ عزّوجل قائم بالقسط ہے)

اور اس کی رائے اور شعور اپنی لطافت کی وجہ سے چونکہ ملوثات بشری سے پاک ہو جاتا ہے اس لئے اس کا اجتہا غلطی نہیں کرتا۔ اور کائناتِ انسانی میں اس کے لئے ترشحاتِ عدل یعنی آئینِ الٰہی کے نفاذ کا استحقاق ثابت ہو جاتا ہے۔ اللہ عزّوجل فرماتا ہے۔

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ (آل عمران) تم بہترین امت ہو۔ جو انسانوں کے لئے مقرر کی گئی ہے کہ تم معروف کے لئے حکم دو اور منکرات سے روک دو۔

کثافت ارضی کے نتائج یعنی شہوت و غضب کے اُن مقتضیات کا ایفا انسان کی ترکیب خلقت کا دوسرا پہلو ہے۔ جو حفظ و بقائے حیات اور اسباب زندگی کے اجتماع کے بنیادی ذرائع ہیں پس جہاں اس شعور کی تکمیل یعنی کمالِ حکمت انسانیت کا ایک اہم اور مہتمم بالشان پہلو ہے اس دلیل سے وہاں بقائے انسانی کے لئے جو مدار لطافت و کثافت یا ادراک و تحریک۔

Marfat.com

حوائج حیات عنصری کا آئینی حیثیت کے ساتھ ایفا بھی ضروری ہے۔ کہ وجود استعدادِ ایفائے حوائج اور اس کی آئینی ایفا معتدل دفعِ موانع کے ساتھ فطرت عدل ہے۔ کیونکہ عالمِ انسانی میں کثافتی اشتراک کی وسعت آئینی تحدید کی متقاضی ہے۔ اور آئینی ایفا میں فطرتِ عدل ہر دو قوائے ادراک و تحریک کا اعتدال چاہتی ہے۔ اور ہر دو قوای کا اعتدال قائم بالقسط عزّوجل کے ترشحات ذاتی میں استغراق سے یعنی ایمان و عملِ صالح سے متحقق ہوتا ہے اور ایمان و عملِ صالح کے حقائق ان ہر دو قوائے کے معتدال فکر و عمل سے نفسِ انسانی میں جلوہ ریز ہوتے ہیں جو کمالِ حکمت ہے۔

پس وہ خواہش سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کی کثافت منوّر ہو جاتی ہے۔ جو اس کا اعتدال ہے اور کثافت کا بقا اور اس کی تنویر استقلالِ عدل ہے اور تدریج ارتقاء کی استعداد ہے یعنی ہر درجہ پر اس کی استقامت ہے۔ جو نفسِ ناطقہ کی مجموعی استقامت کی آئینہ دار ہے

پس انسانی خلقت میں حقیقتِ علوی اور کثافتِ ارضی کے مقتضیات کی معتدل تحمیل خلقی بارِ امانت کی صحیح تنصیف و تعدیل ہے۔ جو مستلزم جملہ فضائل ہے۔ بحالیکہ اس میزانِ اعتدال میں بارِ امانت کے ہر دو جوانب بمطابق

وَاَنْزَلْنَا مَعَھُمُ الْکِتَابَ وَ — ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور میزان
الْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ (حدید) — نازل کی تاکہ لوگ قائم بالقسط ہو جائیں۔
وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ (بنی اسرائیل) — تولو قسطاس راست سے

کی مانند کسی ایک طرف جھکنے نہ پائیں اور جزئیات حقائق کی تکمیل بھی اسی اصولِ اعتدال سے ہو جو کلیات و جزئیات میں یکساں طور پر جاری کیا گیا ہے اور آیۂ ذیل میں یہی تنصیف و تعدیلِ مقصود

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ (نحل) — اللہ تعالیٰ عدل و احسان کا حکم دیتا ہے

جب نفسِ انسانی میں اعتدال متحقق ہو جاتا ہے تو عدل و احسان جو نظم و نسق اور ربوبیت کا مظہر ہے اور جیسے تدبیرِ منزل اور سیاستِ مدن میں اہم اور مہتم بالشان بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ عادتاً اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ اقربا اور اعزا پر جن کی ترتیب و اتحاد اجتماع ملی ہے اپنے نفس کو ترجیح نہیں دیتا۔ جب نفوس میں عدل متحقق ہو جاتا ہے۔ تو احسان کی باہم آمیخت تدبیرِ منزل اور سیاستِ مدن کو ایثار کی بنیادوں پر مستحکم کر دیتی ہے۔ جس میں اختلال کا اندیشہ باقی نہیں رہتا۔

Marfat.com

اور جامع فجور و تقویٰ فطرت انسانی (جس کی حقیقت علوی جو موجب تقویٰ ہے یا وہ استعداد کشف نور ہے۔ کثافت کے پردۂ غیب میں جو حوائج حیاتِ عنصری یا فجور کا سبب ہے۔ چھپی ہے۔ اور منکشف ہونا چاہتی ہے۔ اور اُسی کے انکشاف کا تحمل کثافت ارضی کی ترکیب میں اعتدال سے نفس انسانی میں بطور استعداد ودیعت ہے) اِس عدل کی جادہ پیمائی میں عادل تصرف یا رفاقت کی محتاج ہے۔ کیونکہ پردۂ غیب کے ساتھ آمیزش فجور و تقویٰ اضطراب عجز ہے اس لئے کہ نفسِ انسانی بخود تعدیل پر قادر نہیں ہو سکتا بلکہ قائم بالقسط عزّوجل کے اعتدال تصرّف کا محتاج ہے۔ جو نبی پر براہِ راست متصرف ہوتا ہے۔ کیونکہ نفسِ جماعت کی نیم شعوری کیفیت یا اس کا تموّج فردیتِ نبوّت سے ہی اعتدال پا سکتا ہے۔ جو فردیت محور کے گرد افراد نوعی کے تداود جمعی کا تحقّق ہے۔ چنانچہ تصرّفِ الٰہی سے رُسولِ پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نفس مبارک میں رُوحِ علوی سے کشفِ حجاب (جو بمطابق وَ نَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي[1] (ص) رُوحِ الٰہی ہے اور بمطابق هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ[2] - تمام نفوسِ انسانی میں ودیعت ہے) اور رُوحِ بخاری کا تحمل کشفِ ملّتِ اسلامیہ کے لئے بمطابق يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ[3] دستِ تربیتِ الٰہی ہے۔ پس اس کے ساتھ تمسک واتحاد نے صحابۂ کرام کے ارواحِ علوی و بخاری کو منور و مستقیم کیا تو گویا ان کے ہاتھ حضور صلعم کے ساتھ تعلّق معیّت سے جو رفاقت ہے اور تصرف الٰہی کا ذریعہ ہے۔ سلوک صراطِ مستقیم تعدیلِ نفس ہے۔ جو حقیقتِ علوی کے رُخِ تاباں کو منکشف اور بے حجاب یا معتدل کر دیتی ہے اور تنویر کثافت سے حوائج حیاتِ عنصری میں اعتدال یا آئینی انضباط متحقق کرتی ہے۔ ان ہر دو کا اعتدال مُسلم کے نفس ناطقہ کا قیام بالقسط ہے۔ جو اسکی تصنیف فطرت یعنی حقیقت علوی اور کثافت ارضی کے دوگونہ حقائق کے اجتماع کا تقاضا ہے۔ اور ہر دو حقائق کا قسط نفس ناطقہ کے مجموعی قسط و عدل کو متحقق کرتا ہے۔ بحالیکہ وزن نفس میں ہر دو حقائق کے پلڑے کسی طرف جھکتے نہیں پلٹتے اور یہی منزل اوسط اور یہی القول میں (جنکی ترتیب و نظم شعورِ انسانی کا فطری تقاضا ہے اور فطرت تنظیم اعتدال چاہتی ہے۔ دستور عدل کی نورانی حقیقت کے ساتھ نفسِ منور کے نورانی اتحاد سے) جائزہ استحقاق تدبیر و سیاست و تحکیم ہے۔ جس پر مسلم عادل کتاب مجید اور میزان العدل کے ساتھ مامور ہے کہ ان میں ایک اس عزّوجل کا ترشح ذاتی ہے۔ جو تمام ملکوت کی تخلیق و تدبیر میں قائم بالقسط ہے۔ اور دوسرا اس ترشح کی شرح متشکل ہے۔ جو حقائق کتاب کیساتھ متواتر ملّتِ اسلامیہ میں جاری ہے۔

---

[1] جب میں اپنے روح سے اس میں پھونک دوں۔ [2] وہ ہے جس نے تمہیں زمین میں خلفاء بنایا۔ (انعام) [3] اللہ کا ہاتھ ان کے اوپر ہے۔ (فتح)

Marfat.com

تزکیہ

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا (والشمس)

فجور و تقویٰ کا الہام یا ان کی استعدادی حیثیت متحد المعنیٰ ہے۔ جو نفس انسانی میں ودیعت کی گئی ہے اور نتیجہ کثافت و لطافت ممتزجہ ہے۔ گویا اپنی حیثیت الہامیہ یا استعدادیہ کی دلیل سے وہ قوتِ ارادی کے دو پہلو ہیں۔ جنہیں تحریک پہ بالترتیب اس طرح قدرت حاصل ہے کہ قوتِ شہوی ارضی شہوات کی طرف اپنے فطری لگاؤ سے جو بلحاظ نوعیت حیوانات اور انسانوں میں مشترک ہے۔ رجوع کرتی ہے۔ بحالیکہ نفسِ انسانی میں کیفیتِ شعوری ودیعت ہے۔ اور مطلوب حقیقی کی طرف اعمال صالحہ یعنی معروف کی تکمیل اور منکرات سے اجتناب کے ساتھ جو مستلزم قوتِ دافعہ موانع یعنی عدل غضب ہے۔ جیسے اکراہ و اجتناب پر قدرت حاصل ہے گامزن ہوتی ہے۔ انسان چونکہ بمطابق وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ عمومی حیثیت کے ساتھ اس خلافتِ الٰہیہ سے مشرف ہے۔ جو تمام بنی نوع انسان میں مشترک ہے۔ اس لئے یہ ضروری تھا کہ اس میں روحِ مستخلف (لطافت) اور جائے قرار خلافت یعنی حقائق ارضیہ (کثافت) کے تقاضا فجور و یعنی تقویٰ و فجور کو ضرور ودیعت کیا جاتا۔ پس وہ اسی دلیل جامعیت سے عناصر پہ غالب و قاہر ہے اور اس دلیل سے کہ حقائق اشیاء کا وجود مسلمات ہیں۔ خلافتِ عامہ کی حقیقت[1] جسے اپنے عہد میں خصوصیت فردیت حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ مستخلف عزّوجل واحد و فرد ہے۔ ان اجزائے ترکیبہ (لطافت و کثافت) کی تعدیل یا تکمیل سے مشروط ہے۔ جو اس کی حقیقت ہے اور اپنی حیثیت کے ساتھ حقیقت شرطیہ پہ شاہد ہے۔ کیونکہ عدل لطافت روحِ مستخلف کا کشف ہے۔ اور نتیجہ کثافت، روحِ بخاری اس کی متحمل ہوتی ہے۔ اور کثافت ارضی جائے قرار خلافت ہے۔ اور ان اجزائے ترکیبہ کی تعدیل و تکمیل بدلیل امتزاج کیفیت حجابی کی وجہ سے مستلزم تعدیل و تصفیہ ہے۔ جو تزکیہ سے متحقق ہوتی ہے۔ گویا تقویٰ و فجور ہی تحقق اعتدال کا ذریعہ ہے۔ اور چونکہ نفسِ انسانی کے جملہ تقاضائص کی ایفاد اس کا عدل ہے۔ اس لئے استعدادِ تقویٰ کی ایفاد جو اس کا عدل ہے کشف روحِ الٰہی یا اہدائے نورِ الٰہی سے جلوہ گر

[1] مستخلف فی الارض

Marfat.com

ہوتا ہے اور فجور میں اعتدال کثافت ارضی کے تقاضائے تحمل نور کے ایفاء سے متحقق ہوتا ہے۔ جو نفس انسانی کو شہوات ارضی کی ایفاء میں عادل کر دیتا ہے۔ تقوی و فجور استعداد ارادی کے دو پہلو ہیں۔ انہیں فعلی حیثیت حاصل نہیں ہے۔ فعل استعداد ارادی کے ماتحت قوتِ تحریک کا نتیجہ ہے جو استعدادِ ارادی پر مؤثر ہے۔ کیونکہ کثافت محلِ لطافت ہے۔ پس اساس فکری پر قدرتِ ارادی کے ساتھ قوت شہوی کا مطلوب علوی کی طرف اقدام یعنی اعمال صالحہ کا جسمانی حیثیت سے اس کے ذریعہ ظہور اور منکرات سے جسمانی حیثیت کے ساتھ اس کا اجتناب اس دلیل سے کہ ثقیل و مستقلہ کثافت ہی نفس ممتزج میں شعور کے تقاضائے کشف کے ماتحت رافع حجاب کثافت ہو سکتی ہے۔ استعدادِ ارادی یا تقوی و فجور میں اعتدال پیدا کر دیتی ہے کیونکہ وہ خالقِ حقیقی عزوجل کے ترشحاتِ اعتدالیہ میں استغراق ہے۔ جو نفسِ انسانی میں کشف لطافت سے تنویرِ کثافت کو متحقق کرتا ہے۔ اور یہی کشف و تنویر بدلیل تصفیہ و تصقیل کثافت تزکیہ نفس ہے۔ جو قوتِ تحریک کے فعلِ مسلسل سے پردۂ غیب کو بدلیل نورانی جنسیت کثافت نفس انسانی میں رُوحِ الٰہی (لطافت) کے رُخِ تاباں سے دُور کر دیتا ہے۔ گویا نفسِ ناطقۂ انسانی نورٌ علیٰ نور[1] کے انوار ذات میں بمطابق یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ[2] مستغرق ہوتا ہوا اس کی صفاتِ عادل کا جلوہ گاہ ہو جاتا ہے۔ جو اس میں کشف رُوحِ الٰہی اور رُوحِ بخاری کا تحمل کشف ہے۔ پس تزکیۂ نفس اس نورانی قوت کو مستلزم ہے۔ جو ادراکی اساس پر تحریکی فعل سے ادراک میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ اور بدلیل اہدائے نورِ فعال لما یرید اور نورٌ علیٰ نور عزوجل یعنی نفس انسانی ہیں بدلیل کشفِ رُوحِ الٰہی شوکتِ فعالیہ سے مایہ دار ہے یہی قوت تزکیہ ہے۔ جو بنی نوع کے ان نفوسِ منفعل میں متصرف ہوتی ہے۔ جو اس کے ساتھ تصدیق شعوری و اعترافی و عملی کے ساتھ کہ وہ عہدِ بیعت یا سمع و طاعت سے محقق اتصال ہیں اور اس کی ایفاء حقیقت تصدیق شعور و اعتراف و عمل ہے اور ارواحِ فعال و منفعل میں اس تعلق کے سیران پائندہ کی تکمیل ہے اور تدریجی تصرف کی دلیل ہے۔ جس پر تدریج[3] ارتقاء اور تدریج قبول شاہد ہے

---

[1] نورٌ علیٰ نور (فجور) [2] اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی جانب رہنمائی فرماتا ہے۔ (نور) [3] عنوان تدریج ارتقاء مطالعہ فرمادیں۔

یعنی نفسِ انسانی میں لطافتِ علوی اور کثافتِ ارضی کا مرجع فطری وہ عزّوجل ہے۔ پس علوی و عنصری رجوع کی ایفا، ترشحات لطافت و کثافت کے ذریعہ متحقق ہوتی ہے اور اس کی ایفائے متشکل بیعت ہے۔ جس میں شعورِ صحیح اور تحریکِ جسم (اعتراف اور دست گیری) اس کا روح و جسد ہے اور اُن کا کشف و تحمل حقیقت عہدِ بیعت ہے اور نفسِ فعال میں روحِ الٰہی کا روحِ بخاری پر نورانی کشف اس کے ہاتھ کو دستِ الٰہی قرار دیتا ہے۔ کیونکہ روحِ بخاری تمام جسد میں جاری و ساری ہے اور روحِ الٰہی کا محل ہے۔ پس نفسِ فعال کے دستِ مبارک پر عہدِ بیعت مرجع فطری عزّوجل کی طرف مطابق [1] فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ [2] تکمیلِ ایفائے رجوع فطری کے لئے تعقیدِ عہدِ سمع و طاعت ہے۔ اور چونکہ حقائقِ اشیاء مسلّمات ہیں۔ اس لئے اس ادراکی و تحریکی عہد کی ایفا (جو دستورِ عدل کتابِ مجید اور ذکرِ الٰہی میں استغراق ہے۔ اور اسے عملِ صالح سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ فکر صحیح یا ایمان کے ساتھ اتحادِ عملی ہے۔ جو رجوع الی المرجع ہے) اس کی حقیقت ہے۔ اور دلیل تمکینِ حقیقت سے قوتِ تزکیہ کے تدریجی تصرف کو مستلزم ہے اور بصورت غیر ایفا بدلیل عدم انفعال قوتِ تزکیہ کی حیثیت فعالیہ ناکث العہد نفسِ انسانی پر متصرف نہیں ہوتی۔

الحاصل فعّال عزّوجل نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نفسِ مبارک میں حقائق وحی و شہود اور شرحِ صدر اپنے دستِ مبارک سے متحقق فرما کر جو ترشحات اعتدالیہ الٰہیہ (کتابِ مجید) میں استغراق کو مستلزم ہے لامتناہی [3] کشف و تحمل سے فعّال قوتِ تزکیہ جلوہ گر فرمائی۔ اور اس نے اس دلیل سے کہ بنی نوعِ انسان کے نفوس ارواحِ علوی و بخاری کے حامل ہیں۔ اُن عارفین و عادلین صحابہ کے نفوس کو جو آپ کے نفسِ فعال کے ساتھ عہدِ بیعت کے ذریعہ منفعلاً وابستہ ہوئے تصرف فعالیہ سے تدریجی [4] ارتقاء کی شہادت کے ساتھ منکشف اور فعال فرمایا اور یہی اس فعالی اور انفعالی تعلق یعنی تسلسل قوتِ تزکیہ کا ملتِ اسلامیہ میں اجرائے مسلسل ہے۔ اور ہر عہد میں مقصد بعثت مصطفوی کا ایفاء ہے۔ اور ملتِ اسلامیہ کے ہر عہد کو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر جمع کرتا ہوا دستِ الٰہی کے ساتھ متصل قرار دیتا ہے۔

---

[1] اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ (فتح) [2] پس بشارت مناؤ اس بیع کی جو تم نے اس سے کی ہے (توبہ) [3] اخلاق نبوی صفحہ ۱۲۵ مطالعہ فرمائیں۔ [4] عنوان تدریجی ارتقاء مطالعہ فر[مائیں]

چنانچہ "مقدمہ تذکرہ" (مصنفہ خاکسار) سے عنوان بیعت کا کچھ حصہ معمولی تجدید کے ساتھ درج ذیل ہے۔ جو ملت اسلامیہ کے ہر عہد کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس فعال کے ساتھ ترشحات فوالیہ مصطفویٰ کی روشنی میں متصل قرار دیتا ہے۔ اور یہ اتصال حضور صلعم کی قوت تزکیہ کا ارواح ملت میں سیران پائندہ ہے اور مقصود آیۂ[1] وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ کی ہر عہد میں إلى يوم القيامة تکمیل ایفاء ہے۔

بروائت بخاری حضرت مجاشع اور ان کا بھائی حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہجرت پر بیعت چاہی تو حضور صلعم نے فرمایا کہ وہ تو اہل ہجرت کے لئے ہو چکی۔ پھر انہوں نے عرض کی کہ اب آپ کس بات پر ہم سے بیعت لیں گے۔ حضور نے فرمایا۔ اسلام اور جہاد پر (عبادات کے ذریعہ حقیقت اسلامیہ تک پہنچنے یعنی عرفان پر اور جہاد پر جو عبادات و شرائع کی تعمیل سے موانع کو ہٹا دیتا ہے)

اے خوش آں عمرے کہ رفت اندر نیاز ۔۔۔ خلوت و شمشیر و قرآن و نماز (اقبال)

اور بخاری کتاب الایمان میں عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بحالیکہ آپ کے گرد آپ کے اصحاب کی ایک جماعت تھی۔ بایعونی (میری بیعت کرو) کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گے اور نہ کوئی بہتان اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان اٹھاؤ گے اور پھر فرمایا۔ وَلَا تعصو فی المعروف (یعنی صالحات میں نافرمانی نہ کرو گے) عہد نبوی میں قرآن و سنت کے ہر حکم کے بالمشافہ مخاطب صحابۂ کرام تھے۔ مگر ہر حکم جملہ اُمت کے لئے قیامت تک ہر عہد میں نافذ و ساری رہے گا۔ اسی طرح حکم بایعونی کا نفاذ بھی تسلسل چاہتا ہے تاکہ ہر عہد میں اس حکم کی تعمیل ہوتی رہے اور جس طرح صحابۂ کرام (بحالیکہ وہ پہلے سے شرف ایمان و صحبت سے مشرف تھے) تقویٰ کی مخصوص بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور بمطابق

فبایعناہ علی السمع والطاعت ۔۔۔ ہم نے آپ سے سمع و طاعت پر بیعت کی

(بخاری) عن عبادہ ابن صامت

عہد سمع و طاعت یعنی مرجع فطری عزوجل کی طرف تکمیل رجوع فطری کے لئے تعقید عہد

---

[1] اور اُن کو پاک کر دے اور اُن کو کتاب و حکمت سکھا دے۔

شرف پایا۔ اسی طرح مومنین کو ہر عہد میں ارشاد "یا یعونی" کی تعمیل ضرور کرنی چاہیئے۔ بجالیکہ طریق تعمیل کی دیگر احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کامل صراحت موجود ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

طوبی لمن رانی وا من بی وطوبی لمن رای من رانی ولمن رای من رای من رای رانی وا من بی طوبی لہم وحسن ماب
(جامع الصغیر سیوطی وصواعق محرقہ)
(بروائت عبد اللہ ابن بسیر)

عمدگی ہے اس شخص کو جس نے میری زیارت کی اور مجھ پر ایمان لایا اور عمدگی ہے اس شخص کو جس نے اس شخص کی زیارت کی۔ جو میری زیارت کر چکا ہے اور اس شخص کو جس نے اس شخص کی زیارت کی۔ جو میری زیارت کرنے والے کی زیارت کر چکا ہے۔ اور مجھ پر ایمان لایا۔ عمدگی ہے ان سب کو اور اچھی بازگشت۔

اور

طوبی لمن رانی ولمن رای من رانی ولمن رای من رای من رانی
عبد حمید عن ابی سعید ابن عساکر عن واثلہ
(جامع الصغیر سیوطی)

عمدگی ہے اس شخص کو جس نے مجھے (عالم ومعلم کتاب وحکمت کو دیکھا۔ جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا اور اس کو جس نے میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا۔

یعنی شمع اول سے اگر مسلسل صدہا چراغ روشن ہوتے چلے جائیں تو آخری چراغ سے حصول ضیا شمع اول سے تنویر کے قائم مقام ہے۔ علیٰ ہذا دریائے نور کے منبع سے سیراب ہونا یا مجاری مسلسل سے جرعہ آشامی اسی دریائے نور سے فیض کامی ہے۔ چنانچہ بحوالہ تاریخ طبری رسول اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں نجاشی کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت بالتوسل یعنی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر بیعت اور اپنے مکتوب میں ان الفاظ کے ساتھ اعتراف بایعتك وبایعت ابن عمك (میں نے آپ سے بیعت کی اور آپ کے چچازاد بھائی سے بیعت کی) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے فتح مکہ کے دن فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عورتوں کو بیعت فرمانا (شیخ اسماعیل حقی البرسوی نے روح البیان میں سورۂ ممتحنہ[1] کی تفسیر میں متعلقہ روایات کا ذکر کیا ہے) اور بروائت بخاری حضرت علقمہ تابعی کا سفر شام اور دعائے حصول جلیس صالح اور حضرت ابی درداء کا حصول جن کا پایۂ علم (بروائت ترمذی) مستند ہے۔ اور حضرت خیثمہ ابن ابی سیرہ کا سفر مدینہ تاکہ وہ رفیق صالح کو دیکھیں جس نے رسول

[1] ... اذا جاءك المؤمنات يبايعنك ---- الخ (ممتحنہ)

پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا ہے۔ احادیث بالا کی عملی تشریحات ہیں۔ سفر خثیمہ کو داری نے اس طرح روائت کیا ہے۔ کہ خثیمہ ابن ابی سیرہ نے فرمایا کہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ اور اللہ سے التجا کی۔ کہ وہ مجھے جلیس صالح (رفیق اور ولیٔ کامل) عطا فرمائے۔ چنانچہ مجھے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حاصل ہو گئے۔ اور میں آپ کی خدمت میں بیٹھا اور آپ سے عرض کی کہ میں نے اللہ سے جلیس صالح کے حصول کے لئے التجا کی تھی۔ چنانچہ آپ مجھے مل گئے تو آپ نے پوچھا تو کہاں سے ہے؟ میں نے عرض کی۔ اہل کوفہ سے ہوں اور آیا ہوں تاکہ خیر حاصل کروں۔ ۔ ۔ ۔ الخ (خیر سے مراد بمطابق[۱] مَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا۔ کتاب وحکمۃ ہے۔ کیونکہ حکمت اسرار کتاب ہیں۔

برگ وسازِ ما کتاب وحکمت است   ایں دو قوّت اعتبار ملّت است

اور خیر بمطابق[۲] وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَیْرٌ قرب و معرفت الٰہی ہے۔ جو حقیقت کتاب وحکمت ہے) اور جلیس صالح سے مراد بمطابق آیہ

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ	اور جو اطاعت کرے اللہ کی اور رسول کی۔
مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ	پس وہ لوگ ساتھ ہیں ان لوگوں کے جن
مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَ	پر اللہ نے انعام کیا ہے انبیاء صدیقین
الشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ ج وَحَسُنَ	شہداء صالحین سے اور یہ لوگ بہترین
اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا ط (النساء)	رفیق ہیں۔

ایسا رفیق ہے جو انعام شدہ لوگوں صالحین سے ہو (حضرت ابوہریرہ کا بلند علمی پایہ (بروائت بخاری) مستند ہے۔

پس جب یہ ثابت ہو چکا کہ حصول[۳] خیر کے لیئے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلّم سے بیعت التقوےٰ لازم ہے۔ جس سے خلفائے راشدین اور صحابۂ عارفین مشرف ہوئے اور احادیث نبویہ اور صحابہ و تابعین کے عمل سے مضمونِ تسلسل بھی واضح ہو چکا تو بلاشبہ صدیقین، شہداء صالحین

---

[۱] جسے حکمت عطا کی گئی اُسے خیر کثیر عطا کی گئی۔ [۲] اور اگر وہ ایمان لاتے اور اتقاء کرتے۔ تو اللہ کے نزدیک (عندیت پروردگار سے) مثوبت خیر حاصل ہوتی۔

[۳] کتاب وحکمت

Marfat.com

کے لئے قیامت تک رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلّم سے بذریعہ تسلسل و تواتر تمسکِ بیعت[۱] متحقق ہے۔ اور ان ہر چہار گروہ منعمین سے ہر ایک کا بہترین رفیق ہونا مضمون تواتر کو آفتاب کی طرح درخشاں کرتا ہے۔ کیونکہ قوتِ[۲] تزکیہ باعث تسلسل ہے۔ اور قیامت تک ملّت کے جملہ عہود و دہور کو بذریعہ تسلسل رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلّم سے وابستہ کر رہا ہے۔ نبوّت (حضور صلعم) سے وابستہ ہونا مضمون آیہ کی تکمیل ہے اور اسی طرح رفاقت نبوی کا کامل تحقق ہوتا ہے۔

علیٰ ہذا جب زمین پر اللہ عزّوجل آئت استخلاف کا منشا پورا کرنا چاہیں تو لابد ہے کہ بمطابق

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ (نور)	اللہ نے وعدہ کیا ہے ان سے جو تم میں سے ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے اُن کو زمین میں ضرور خلیفہ کرے گا۔

اور

..... اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ ط (انبیاء)	.... زمین کے وارث ہوں گے میرے عباد صالح۔

خلیفہ حق صالح ہو یعنی انعام شدہ گروہ سے ہو اور رسُول پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ بمطابق طوبیٰ لمن رآنی ... الخ بذریعہ تواتر و تسلسل ارشاد نبوی بایعونی کی تعمیل سے وابستہ ہو۔ اور حضور صلعم کے صدرِ مبارک سے دریائے علم و نور حضرات صالحین کے سینوں سے ہوتا ہوا اس کے سینۂ فیض گنجینہ میں موجزن ہو۔ جس طرح خلفائے راشدین کے سینوں میں علم و نور کا دریائے بے پایاں رسُول پاک صلی اللہ علیہ وسلّم نے پورے زورِ توجّہ سے جاری فرمایا تھا۔ تاکہ وہ خاتم النّبیین محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے دستِ مبارک پر تعلّق و تمسک کی حقیقت اور مقصود کے تھا اپنے عہد میں جامع ملّتِ اسلامیہ ہو۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

(اقبال)

---

[۱] اس لئے کہ کتاب و حکمت ہی انعامِ الٰہی ہے کیونکہ وہ نُورٌ علیٰ نور کا نورانی ترشح ہے۔ اور وہ محل ہیں۔ [۲] نفس فعالِ اوّل صلعم کے تصرف فعالیہ سے کشفِ روحِ الٰہی اور اس کے تحمل کو متحقق کرتی جاتی ہے۔

Marfat.com

اِستخلاف فی الارض

یَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (نور)

اس مستخلف قائم بالقسط عزوجل نے جس کا دست خلق و قدرت ملکوت ارضی و سماوی پہ بالقسط قاہر و غالب ہے۔ انسان کی ترکیب خلقت میں حقائق سفلی و علوی کے اجتماع سے خلافت عامہ متحقق فرمائی۔ وہ عزوجل فرماتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ (انعام) اور اسی نے تم کو زمین میں خلفاء بنایا ہے

یہ استعداد ہے۔ جس کا قیام بالقسط استخلاف مخصوص و فرد کے حصول کی قابلیت ہے اور خلیفۃ اللہ کے قہر و غلبہ پر دلیل ظاہر ہے۔ جیسے اپنے عہد میں استخلاف فی الارض کی شوکت کے ساتھ تمام عالم میں فردیت حاصل ہوتی ہے۔ مستخلف عزوجل فرماتا ہے

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا ط وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ٥ (نور)

اللہ نے وعدہ کیا ہے اُن سے جو تم میں سے ایمان لاتے ہیں اور اُن کا عمل صالح ہے۔ ان کو زمین میں ضرور خلیفہ کریگا۔ جیسے اُن سے پہلوں کو خلیفہ کیا تھا اور ضرور اُن کا وہ دین جو ان کے لئے اس نے پسند کر لیا ہے ان کے واسطے مستحکم کر دے گا۔ اور ضرور اُن کے خوف کو امن سے بدل دیگا۔ وہ عبادت کرینگے میری اور کسی کو میرے ساتھ شریک نہیں کرینگے۔ جو اسکے بعد کفر کریگا (اُن کی خلافت سے انکار کریگا) وہ فاسقین ہیں۔

کہ خلافت ارضی کو نفس انسانی میں اس عزوجل نے کمال اعتدال سے ترکیب دی کہ وہ اپنی خلقی نسبت کے ساتھ جو مستخلف عزوجل کی طرف فطری رجوع کا سبب ہے اعتدالی نسبت سے حقیقت علوی کی محل ہے جو روح مستخلف ہے۔ وہ عزوجل فرماتا ہے۔

فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ۔۔۔۔ (حجر) — پس جب میں اسے استوار کر چکوں اور اپنے روح سے اس میں پھونک دوں۔

یعنی یہ خلافت عامہ حقائق مخلوق کے ساتھ علوی پہ تو کے نفس انسانی میں اجتماع سے فعّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ عزّوجل کی صفت ارادی کے پر تو کو مستلزم ہے۔ جس کا ارادہ تمام مخلوقات میں تخلیق و تدبیر کے ساتھ جاری و ساری ہے گویا یہ استعداد یا کیفیت ترکیب حقائق جو تمام نوعِ انسانی میں مشترک ہے اور جس کی وجہ سے تمام ملکوت کو اس کیلئے مسخر کر دیا گیا ہے اور سب اسی کیلئے معروفِ عمل ہے۔ اللہ عزّوجل فرماتا ہے۔

وَسَخَّرَ لَکُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرَاتٌ بِاَمْرِهٖ (نحل) — اور اسی نے رات اور دن اور سورج اور چاند کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے اور ستارے بھی اس کے حکم سے تمہارے لئے مسخر ہیں۔

فردیت خلافت کی بنیاد ہے اور اسے فردیّت خلافت کے ساتھ اسی نسبت کی نیابت حاصل ہے۔ جو تمام مخلوقات ارضی و سماوی کو خالق حقیقی عزّوجل کی الوہیت سے ہے۔ اور یہ حقیقت استخلاف کا تقاضا ہے۔ کیونکہ مستخلف علی الکبیر عزّوجل ہے۔ جو تمام ملکوت ارضی و سماوی کا خالق ہے۔ اور یہ استعداد علوی کے ساتھ حقائق جملہ مخلوق کا مستخلف عزّوجل کی طرف سے نفسِ انسانی میں تو دایعہ ہے۔ جو اس کے لئے فردیّتِ خلافت کے ساتھ کہ وہ الوہیت کی نیابت ہے۔ اس نسبت کی نیابت کو لازم قرار دیتا ہے۔ جو الوہیّت کے ساتھ جملہ مخلوق کو ہے۔ وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ اسی شوکتِ علی پر شہادت ہے نیز حقائق علوی و سفلی کو جو نسبت اپنے کشف و استقامت سے ہے۔ وہی نسبت اس خلافت کو اپنی حقیقت یعنی فردیّتِ خلافت کے ساتھ ہے۔ کیونکہ یہ حقائق علوی و سفلی استعدادِ فردیتِ خلافت ہیں۔ اور فردیّت خلافت ان کے نورانی کشف و استقامت یا ہر دو کے قسط (اعتدال) سے مشروط ہے۔ اس لئے کہ حقیقتِ علوی روحِ مستخلف ہے۔ اور سافت ارضی اس کا محل ہے اور مستخلف نورٌ علیٰ نور اور قائم بالقسط ہے۔ اور مقام استخلاف ارض ہے۔ پس ضروری ہے۔ کہ ان ہر دو حقائق کے کشف و استقامت کے ساتھ ان فردیّت خلافت الٰہیہ اور زمین میں اس کا نفاذ مشروط ہو۔ نیز اسی وجہ سے حقیقت

Marfat.com

علوی اور کثافتِ ارضی کا نفسِ انسانی میں کشف و تحمّل مستخلف عزّ وجل کی طرف سے انسان کے لئے مقصدِ استخلاف فی الارض کی وضاحت ہے۔ اور یہ مبادیات تقویٰ و فجور کا اعتدال ہے۔ گویا الہامِ[1] فجور و تقویٰ خلافت الٰہیہ کی اساس و استعداد ہے۔ جس کی تعدیل یا تکمیل تزکیہ سے مشروط ہے جو کثافتِ ارضی کو اس کی تصقیل سے تحمّل نور کے لئے مستعد کر دیتی ہے۔ اور نفحِ علوی یا تقویٰ اپنی حقیقت کے ساتھ اس پر منکشف ہو جاتا ہے۔ اور حوائجِ حیاتِ عنصری کی ایفا میں اعتدال متحقق کر دیتا ہے۔ اور یہ استحقاق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ کہ وہ خلافت الٰہیہ کا ترشح قوت ہے اور باعثِ فلاحِ نوعِ انسانی ہے۔ اور ربوبیّت الٰہی کا تقاضا ہے اور اس کے لئے یہ نیابتِ الٰہی سطحِ ارض پر جلوہ گر ہوتی ہے۔ جو مزرعِ انسانی کا حاصل و ثمر ہے اور اس کی استعداد ہے۔ احسن الخلق نوعِ انسان مشرف و مکرّم ہے۔

تمام مخلوقات اس خالق حقیقی کی صنع و قدرت پر دلیل روشن ہیں۔ اس لئے لابد ہے کہ حقائقِ علوی و سفلی کا نفسِ انسانی میں اجتماع اس کی استعداد استخلاف پر دلیل ساطع ہو۔ علیٰ ہذا اس نورٌ علیٰ نور کی ربوبیّت اور رحم اور قدرت احتساب اس کے لئے اختصاص حمد پر حجّتِ قاطع ہے۔ پس بلاشبہ ان حقائقِ علوی و سفلی کا کشف و استقامت یا اعتدال تمام کائنات النسانی کو اپنے سامنے جھکا لینے کا استحقاق رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ کشف و استقامت اللہ عزّ وجل قائم بالقسط کی ذاتی و صفاتی تجلّیات ہیں اور کائناتِ النسانی یہ تودیعِ الٰہی اجتماع حقائق علوی و سفلی ہے۔ اور چونکہ اللہ عزّ وجل کی طرف سے نفسِ انسانی میں اجتماعِ حقائقِ علویہ و سفلیہ اس کے لئے تمام نظامِ ملکوت کی تسخیر کا موجب اور دلیل ہے اس لئے ضروری ہے کہ ان حقائق کا کشف و استقامت حقیقتِ تسخیر اس کے سامنے روشن کر دے۔ اور خلیفۃ اللہ کے ساتھ اس روشن حقیقتِ تسخیر کو اس نسبت کی نیابت حاصل ہو۔ جو مستخلف عزّ وجل کے ساتھ تمام نظام ملکوت کو ہے۔ اور یہ اس لئے ہے کہ تمام نظامِ ملکوت نوعِ النسانی (خلائف الارض) کے لئے مسخر ہے۔ چنانچہ آیۂ ذیل اسی حقیقت پر شہادت ہے۔

وَاُوْتِیْنَا مِنْ کُلِّ شَیْءٍ (النمل) ہمیں[2] ہر چیز سے عطا کیا گیا (خلیفۃ اللہ فی الارض) حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔

---

[1] فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝ (والشمس)

[2] لابد ہے کہ خلیفۃ اللہ کے الفاظ اس حقیقت کے ترجمان ہوں۔ جو تمام اشیاء یعنی ملکوت ارض و سماوی دنیا و آخرت میں جاری و ساری ہے اور ملکہ سبا کے متعلق ہدہد کا یہ قول اُوْتِیَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ (النمل) صرف عنصری اسباب کے اجتماع کی ترجمانی ہے۔ جیسے اس کی عنصری آنکھوں نے دیکھا۔

اور نفسِ انسانی میں حقیقتِ علوی کا کشف جو اس کی نورانی معنویت ہے اور کثافت کا تحمل انوار جو اس کی استقامت ہے اور نفسِ انسانی کی مجموعی استقامت کی آئینہ دار ہے۔ نفسِ ناطقہ کا اعتدال ہے جو مستخلف حقیقی قائم بالقسط کے ترشحات ذاتی یعنی کتاب مجید سے جو مستخلف کا دستِ تعمیر ہے۔ نفسِ انسانی میں بالتدریج متحقق ہوتا ہے اور انفعال اور فعّال کی حیثیت کے ساتھ جو تقاضائے تدریج ہے۔ محمد رسول اللہ خلیفۃ اللہ فی الارض صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مسلسل و متواتر الیٰ یوم القیامۃ ملتِ اسلامیہ یا امت وسط (عمل) میں جاری ہے۔ پس جب وہ مستخلف عزّوجل نفسِ زمانہ کے انقطاعی تقاضاؤں کی دلیل سے استخلاف فی الارض کا فیصلہ فردیت کیساتھ ناطق فرما دیتا ہے جو نفسِ تدبیر و قدرت کا تقاضا ہے (کیونکہ الوہیت میں وحدت پر اللہ عزّوجل نظم کائنات کے استحکام کو دلیل قائم فرماتا ہے۔ اس لئے استخلاف فی الارض جو الوہیت کی نیابت ہے ضرور مستلزم فردیت ہے) تو عمومیت کو فردیت اور الفاظ کو معنویت اور نور کو قوت کیساتھ جمعیت حاصل ہو جاتی ہے۔ یعنی حکیم اور عادل اور عفیف اور شجاع خلیفۃ اللہ فی الارض علم کامل یعنی حکمت سے قیام بالاعتدال یعنی عدالت سے اور انوار مستخلف کی روشنیوں میں یعنی عفت سے اور قاہر قدرت کبریائی یعنی شجاعت سے شمشیر صاحب جنگ شدید کے ساتھ تقاضائے حقائق علوی و سفلی (جو مضمون خلافت الارض اور اساس استخلاف فی الارض ہیں) کی ایفائے عادل یعنی کشف و استقامت کو دفع موانع سے سطح ارض پر متمکن کر دیتا ہے۔ فرد کے نفسِ ناطقہ کا ماحول قوائے اربعہ ہیں جن کا تدریجی اعتدال دفع موانع چاہتا ہے اور وہ اس کی عادل مستدرج قوتِ غضبی کا عمل ہے۔ یہ انفرادی فعل ہے۔ جو فطرتِ اعتدال نظام منزل و مدن ہے۔ مدن (جو وحدتِ مرجع نسلی کی شہادت کے ساتھ منزلِ اوّل کی صورتِ وسیعہ ہے) اجتماعِ افراد ہے دیا تشکیل جماعت ہے جو وحدتِ مرجع شعور کی شہادت کے ساتھ نفوس یا افراد کے شعور کا فطری تقاضا ہے اور اس کی ترتیب اور قیام و استحکام کے واسطے سے دفع موانع ان قوی اسباب کے ذریعہ ممکن ہے جن کے اجتماع سے حیات جماعت وابستہ ہے اور ان کی قوت بصورتِ اجتماع ہے مستلزم شمشیر ہے یہ ایک کنایہ ہے پس شمشیر دفع موانع کرتی ہوئی مجتمع ہوتی ہے تاکہ کوئی خارجی متوثر کسی نوعیت سے اس پر اثر انداز نہ ہو اور یہ اجتماعی حیثیت سے نفوس یا افراد میں اعتدال کا استحکام و استمرار ہے۔ جو افراد کے ماحول حیات کو اس کے ساتھ سازگار رکھتا ہے۔

اور اس عادل جماعت کا فرط سے متاثر نہ ہونا مفرط موانع کے دب جانے کو مستلزم ہے۔ جو صرف غلبۂ اعتدال ہی کا نتیجہ قاہرہ ہے۔ جو اساسِ عدل پر استوار فطرتِ نوعِ انسانی کے ساتھ ملتِ کاملِ فی العدل کی جانب سے آنحضرت رحیم کے تقاضا ہائے توقد کی ایفائے فعّال ہے۔

عنوان تدریج ارتقاء اور توقد تذکیہ تعلیم مطالعہ فرمادیں نیز تدریج انحطاط مطالعہ فرمایا ہے۔

Marfat.com

پس ان کا احساس فروتنی اُن کے اذہان کو اعتدال کی طرف جھکا دیتا ہے[1]۔ جو قبول اعتدال کی استعداد انفعالی ہے اور وسعتِ اعتدال کا ذریعہ ہے۔ جو شمشیر کی اس حرکت کو مستلزم ہے۔ جو تمام قوی اسباب کو ایک مرکز پر جمع کرتی ہوئی مفرط جماعتوں کو دبا دیتی ہے۔ اور اعتدال کو مستحکم کر دیتی ہے۔ جو اس قائم بالقسط عزّ وجل کے اعتدال کا پرتو ہے۔ اور اسی کی طرف سے نزول کو مستلزم ہے۔ اور وہ دلائل قاہرہ کے ساتھ دینِ حق اسلام مکمل ہے۔ جو خلیفۃ اللہ فی الارض کی شمشیر سے موانع کو ہٹاتا ہُوا سطحِ ارض پر متمکن ہو جاتا ہے۔ خلافت الٰہی اللہ عزّ وجل کی نیابت ہے۔ اس لئے اس کے علم اور غلبہ کے پرتو کو مستلزم ہے اور جیسے علم کی تکمیل کا ذریعہ نفس ناطقہ کا قیام بالقسط ہے۔ جو مدّعائے ارسالِ رسل و نزولِ کتب ہے۔ غلبہ کی تکمیل جو قیام بالقسط کا غلبہ ہے شمشیر سے متحقق ہوتی ہے۔ جو قوّت کی روح رواں ہے۔ اور اجتماعِ اسباب حیات جماعت کا مرکز ہے گویا شمشیرِ خلافت الٰہیہ کا ایک اہم رکن ہے۔ جو مقصد نزولِ کتب و ارسال رسل کو زمین میں رفع موانع سے تسکین دیتی ہے۔ چنانچہ اللہ عزّ وجل فرماتا ہے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ط وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ (حدید)

تحقیق ہم نے اپنے رسول بھیجے آیاتِ ظاہرہ کیساتھ اور انکے ساتھ کتاب اور میزان اُتارا کہ تاکہ لوگ قائم بالقسط ہو جائیں اور انکیساتھ لوہا نازل کیا ڈالا جس میں شدید جنگ ہے اور لوگوں کیلئے فائدے ہیں اور اسلئے کہ اللہ جان لے کہ کون اُسکی اور اُسکے مرسلین کی بالغیب مدد کرتا ہے تحقیق اللہ قوی اور غالب ہے۔

خلیفۃ اللہ فی الارض محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علوم کتاب و حکمت جو مضمونِ نبوّت و خلافت ہے جلیل القدر صحابہ کرام کے صدور مبارک میں ودیعت فرمائے اور شمشیر کے ذریعہ ان تمام موانع کو ملتِ اسلامیہ کے اجتماع و ترتیب کے جادۂ پُرشوکت سے ہٹا دیا اور اس کے نفوس میں قیام بالقسط کو اجتماع ملی کے ذریعہ استحکام و استمرار بخشا۔ آپ سے صدیق اکبرؓ نے اختتامِ نبوّت کیساتھ کمالاتِ نبوت یعنی صدیقیت کے ہمدوش خلافت الٰہی کا شرف پایا۔ علیٰ ہذا فاروق اعظمؓ اور حضرت عثمانؓ اور علی ابن طالبؓ اس منصبِ کبریٰ پر فائز ہوئے۔ صحابہ پر مضمون کتاب و حکمت کی تکمیل کہ وہ منجملہ کمالاتِ نبوت حاملِ تزکیہ و تعلم ہے۔ صحابہ کے مزکّی و معلّم ہونے کو مستلزم ہے۔ جو موجب تسلسل ہے اور اسی طرح وَيُزَكِّيْهِمْ[2] وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ کا مضمون تمام ملّتِ مصطفویہ کیلئے مقصد عمومیت کو مکمل کر دیتا ہے۔ جو ہر دہر اور ہر شہر کو محیط ہے اور اہتمام تسلسل تزکیہ و تعلّم کا آئینہ دار ہے اور سطح ارض پر میزان العدل کا اجرا ایسے متواتر ہے یا اس کا قیام مستقل ہے اور علماً و عملاً رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک سے وابستگی کی دلیل کیساتھ استحکام اعتدال کا ذریعہ ہے اور کافۃ النّاس کیطرف رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مضمون بعثت کی تکمیل پر شہادت دیتا ہے۔

---

[1] کیونکہ فروتنی کا سبب فرط ہے اور تحقق فضل کا ذریعہ عدل ہے۔ [2] ان کو پاک کر دے اور کتاب و حکمت سکھا دے۔ (مترجم)

Marfat.com

پس جب اللہ عزوجل زمین پر ملتِ اسلامیہ کے دورِ آخر میں آیتِ استخلاف کا منشاء پورا کرنا چاہیں۔ جس پر معجز اور صحیح احادیث نبوی صلعم شاہد ہیں مشکوٰۃ باب ثواب ہٰذہِ الاُمّت میں حضرت انس اور حضرت جعفر عن جدّہ عن ابیہ یعنی دو سلسلۂ اسناد سے یہ مضمون مروی ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا۔ میری اُمّت بارش کی مانند ہے۔ نہیں معلوم ہو سکتا۔ کہ اس کا پہلا حصہ بہتر ہے یا آخری حصہ۔ نیز بروایت عبدالرحمٰن ابن علاء الحضرمی اسی باب میں یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا۔ اس اُمّت کے آخر میں ایسے لوگ ہوں گے جن کا اجر اسکے اولین (خلافت راشدہ) کی مانند ہو گا۔ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں گے اور اہل فتن سے لڑیں گے۔ یعنی ملتِ اسلامیہ کا گروہ اوّل مضمون استخلاف فی الارض کا حامل و مصداق تھا۔ اس نے قیام بالقسط کو زمین میں تمکین دی۔ اور مفرط موانع کو شمشیر کے ذریعہ جادۂ اعتدال سے ہٹا دیا۔ اسی طرح دورِ مصطفوی کا عہد آخرین سُنا۔ استخلاف فی الارض کی فعال قوّتِ متصرفۂ عادلہ کے ساتھ اتحاد شوکت شمشیر عادل کے ذریعہ سطح ارض پر قیام بالقسط کو ضرور متمکّن کر دے گا۔ جو اساسِ عدل پر استوار نوعِ انسانی کیساتھ تقاضائے تودد اخوّت کی الفائے فعّال ہے۔

خیر[1] امتی اولہا و اٰخرہا و فی وسطہا الکدر اسی حقیقت عظمٰی کی وضاحت ہے تو لابد ہے کہ خلیفۃ اللہ کے صدرِ مبارک میں بواسطہ لائے مسلسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدرِ پاک سے علوم کتاب و حکمت وارد ہوں۔ جو کائناتِ انسانی کے قیام بالقسط کا ذریعہ ہیں کہ اسی قیامِ اعتدال کے لئے مرسلین مبعوث ہوئے اور اسی جادۂ اعتدال سے دفع موانع کے لئے خلافتِ الٰہیہ کی شمشیر حرکت کرتی ہے۔ تاکہ خلیفۂ حق ملتِ اسلامیہ کے قائم بالقسط اجتماع کو متحقق کرتا ہوا (جو قصر خلافت ہے اور اس کے افراد خلیفۃ اللہ کے ذریعہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر مجتمع ہو کر اپنے نفوس کو قیام بالقسط سے منوّر کرتے ہوئے ارکین خلافتِ الٰہیہ ہیں) مفرط موانع کو قوّتِ شمشیر کے ساتھ اس کے جادۂ مستقیم سے ہٹا دے اور وہ اپنے عہد میں بمطابق کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ[2] آدم دورِ[3] ہو یا موسیٰ عہد ہو یا داؤد[4] روزگار ہو یا سلیمان زمانہ ہو اور وہ[5] عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا اور مضمون[6] وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ کا مصداق کامل ہو۔ یعنی مسلم حکیم ہو اور[7] کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ اور[8] فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ کا مصدق ہو۔ یعنی مسلم عادل ہو اور مضمون[9] وَاِنَّ لَہٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَحُسْنَ مَاٰبٍ اور[10] وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ سے منوّر ہو۔ یعنی مسلم عفیف ہو۔ اور مضمون[11] و

---

[1] میری اُمّت کا بہتر اسکا اوّل و آخر ہے اور اسکا درمیان ملا جلا (جامع الصغیر سیوطی) [2] جس طرح ان سے پہلوں کو خلیفہ کیا تھا [3] اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (البقرہ) [4] یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ (ص) [5] آدم کو اُسنے سب نام سکھا دیئے (البقرہ) [6] اور انکو پاک کرے اور انکو کتاب و حکمت سکھائے (جمعہ) [7] قائم بالقسط ہو جاؤ (نساء) [8] لوگوں کے درمیان حق سے حکم کر (ص) حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ عزوجل نے فرمایا [9] تحقیق اسے (داؤد) کو ہمارے نزدیک بڑا مرتبہ اور اچھی لت ہے (ص) [10] اسی طرح ہم محسنین کو جزا دیتے ہیں (انعام) [11] ہم نے اس (داؤد) کے لئے لوہا نرم کر دیا (سبا)

Marfat.com

وَاَلَنَّا لَہُ الْحَدِیْدَ اور[1] وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ کی قوت شمشیر سے تصدیق کردے۔ یعنی مسلم شجاع ہو۔ الحاصل بمطابق[2] وَشَدَدْنَا مُلْکَہٗ وَاٰتَیْنٰہُ الْحِکْمَۃَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ۔ اس کے نفسِ ناطقہ میں حقائق علوی وسفلی کے کشف واستقامت سے اس کی حکمت اور اس کی فیصل قوتِ بیانیہ اور اس کی شمشیر (حدید) اپنے اسباب معاون کے ساتھ شجاعتِ قاہرہ سے قصرِ خلافت کو بنیادِ مستحکم پر شدید کردے یعنی وہ صحرائی عرب محمد رسول اللہ خلیفۃ اللہ فی الارض صلی اللہ علیہ وسلم سے کمالاتِ نبوت وخلافت کا اختتام نبوت پر اس وراثت کو دلیل قائم کرتے ہوئے وارث ہو۔ ؎

گر گشتہ بانی جہاں بانی کنی !! — زیب سرتاج سلیمانی کنی
نائب حق در جہاں بودن خوش است — بر عناصر حکمراں بودن خوش است !
صد جہاں مثلِ جزو و مثلِ کل ! — روید از کشتِ خیالِ او چو گل !
جلوہ ہا خیزد زنقشِ پائے او — صد کلیم آوارہ سینائے او !
خشک سازد ہیبت او نیل را — می برد از مصر اسرائیل را ! (اقبال)

---

[1] ہم نے لوہا نازل کیا (تلوار اور اس کے اسبابِ معاون وغیرہ (حدید)

[2] ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کردیا اور اسے ہم نے حکمت اور فیصلہ کردینے والی قوتِ بیانیہ عطا کی (ص)

اجتہاد اور نفاذ امر

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

خالق و مدبر حقیقی اللہ عزوجل قائم بالقسط[1] یا بالعدل ہے اور بنی نوع انسان کے لئے بحیثیت خلائف الارض[2] قیام بالقسط مقتضائے فطرت انسانی ہے اور اس عزوجل کی کامل اور اکی و تحریکی تصدیق سے نفس انسانی میں متحقق ہوتا ہے۔ وہ عزوجل فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ (نساء)

(اے مومنین قائم بالاعتدال ہو جاؤ (کونوا میں ادراکی و تحریکی تصدیق کا حکم ہے جو کمال ایمان و عمل صالح ہے اور ما اعتدال ادراک و تحریک ہے جسے رویت و استقامت کہنا چاہیئے)

وہ اللہ عزوجل اپنی ذات کے علم سے اپنی الوہیت میں فردیت پر شہادت دیتے ہوئے جملہ مخلوقات ارضی و سماوی میں قائم بالقسط ہے اور نفس انسانی کو جو جامع حقائق علوی و عنصری ہے۔ افتتاح اعتدال کی بنیاد پر کشف و استقامت کا حکم دیتا ہے جو نفس انسانی کا قیام بالقسط ہے یعنی روح علوی کے رخ تاباں سے کشف حجاب ہے اور استقامت نفس سے اسکا ہر گونہ امر بالعمل ہے۔

جملہ موجودات کے متعلق اللہ عزوجل کا ارادۂ تخلیق اور اسکا ایفا اور انکے جملہ خلقی جزئیات کی صحیح تنصیف اور نظام کائنات میں ارض و سما اور موجودات ارضی و سماوی کی غیر متبدل اور غیر مختل تعیین و تقدیر جو اعتدال تخلیق و نظام کی تجلی ہے اللہ عزوجل کا مخلوقات میں قیام بالقسط ہے۔

پس اس عزوجل نے خلائف الارض یعنی انسان کی ترکیب خلقت میں جو اسکے قائم بالقسط دست قدرت سے بحیثیت احسن الخلق استوار ہے ہر دو گونہ حقائق کے اجتماع سے قیام بالقسط کی بنیاد قائم فرمائی اور وہ کثافت ارضی اور حقیقت علوی کی ودیعت ہے جو نفس انسانی میں خلقی ترازو کے دونوں پلڑے ہیں اور اس حقیقت قیام بالقسط کے بالقوہ حامل ہیں جو آیہ[3] وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى سے مقصود ہے اور نور علی نور کے پر تو انوار سے متحقق ہوتی ہے اور وہ کشف و استقامت حقائق علوی و سفلی کا نور و تحمل ہے۔

---

[1] شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ (آل عمران) اللہ گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ملائکہ اور صاحبان علم اور وہ قائم بالقسط ہے (یعنی اللہ عزوجل) [2] وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ (انعام) چونکہ فکر اساس عمل ہے اس لئے قائم بالقسط عزوجل کی فکری تصدیق یعنی ایمان افتتاح اعتدال ہے۔ جو فکر و عمل کو تکمیل اعتدال کے لئے مصروف کر دیتا ہے۔ [3] تو نے تیر نہیں مارا جبکہ مارا بلکہ اللہ نے تیر مارا۔ (انفال)

اور ہر دو حقائق کی ایفاء سے نفسِ انسانی میں تنصیف فطرت کی بروئے وزن کامل راستی واستقامت ہے جس کی فضائی حقیقت معرفت الٰہی ہے جو کثافت پر جلوہ گر ہوتی ہے اور اللہ عزّ وجل کی الوہیت میں فردیّت پر شہادت کے ساتھ جامع جملہ فضائل اور ہر گونہ امر بالعمل ہے۔ اور شرطِ ل استخلاف فی الارض ہے۔ گویا خالق ومدبّر حقیقی عز وجلّ کا قیام بالقسط جو اپنی الوہیت پر شہادت کے ساتھ تخلیق وتدبیرِ عالم میں جاری وساری ہے۔ من جملہ دن رات کی گردش اور اُن کے اختلاف اور اُن کے تسلسل سے تنصیف وتعدیلِ اوقات اور تقدیرِ آفتاب وعودِ ماہتاب سے دن رات مہینوں اور سالوں اور موسموں کے نظام میں تعدیل صحیح الحاصل یہ تمام نظام مقدّرہ کائنات صرف اسی احسن الخلق کے لئے ہے جس کی فطرتِ اساس قیام بالقسط ہے۔ وہ ارضی موجودات کے ساتھ ایک گونہ جنسی اشتراک رکھتا ہے اور اُسے شعور حاصل ہے جس کے ذریعہ وہ عالمِ انسانی کو منزل ومدن کے نظام میں داخل کر دیتا ہے اور حیوانات ۲ ونباتات کو اپنی خدمت میں گونا گوں حیثیتوں سے تنظیم دیتا ہے۔ یہ اس کی تنصیف فطرت ہے۔ جو اس کی کثافت پر علوی پرتو ہے۔ اللہ عزّ وجل فرماتا ہے۔

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۙ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۠ وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۙ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۙ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۙ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ۙ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۭ (النبأ)

اور کیا ہم نے رات کو پردہ اور کیا ہم نے دن کو وقتِ معاش اور بنائے ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان سخت اور بنایا ہم نے چراغ روشن اور اُتارا ہم نے بکثرت گرتا ہوا پانی نچڑنے والی بدلیوں سے تاکہ نکالیں ہم اس سے اناج اور نباتات اور لپٹے ہوئے باغات۔

تمام موجودات کی تخلیق وتنظیم جس موجود کے لئے ہو اور وہ اپنے نفس میں حقائق علوی وسفلی کے اجتماع سے جو قیام بالقسط کی اساس ہے عناصر پر مستولی ہو۔ یہ علامت ہے کہ قلب اور کان، آنکھیں اور دماغ وغیرہ کیساتھ جو انسان کو ظاہری طور پر حاصل ہیں اور حقائق سفلی کے اجتماع اور ترکیب کی آئینہ دار ہیں اور حیوانات کے اعضاء کیساتھ انہیں جنسی اشتراک کی نوعیت حاصل ہے۔ ایک علوی کائنات متعلق ہے جو نظامِ عالم پر غالب وقاہر ہے۔ اور وہ خالق ومدبّر حقیقی اللہ عزّ وجل قائم بالقسط کے اعتدال کا پرتو ہے۔ جو اس کی معتدل ترکیب عناصر پر جلوہ ریز ہے۔ اور اپنی حقیقت کا تحقق چاہتا ہے۔ اور چونکہ تمام نظامِ عالم میں تنظیم بلا خلل ایک منظم پر دلیل ساطع ہے۔ اس لئے انسان میں ایسا شعور جو تنظیم عناصر سے عناصر پر تصرف کا موجب ہے اس خالق حقیقی اور منظم عالم سے انسان کے لئے اس عز وجل کی نیابت پر دلیل روشن ہے۔ اللہ عزّ وجل خالق حقیقی منظم ومدبّر الامور ہے اور تنظیم وتدبیر اُمور ومہمات کا بالارادہ

ل وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ... (نور) ۲ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ - (یٰسین)

Marfat.com

والاختیار ملکہ انسان کے سوا کسی دوسری مخلوق کو حاصل نہیں۔ گویا خلافت الٰہی انسانی فطرت ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ ط (انعام) اُس نے تمہیں زمین پر خلفاء بنایا ہے۔

اور حقائق اشیاء کا وجود مسلمات ہیں۔ لفظ و معنیٰ۔ جسم و روح۔ حقیقت علوی اور اس کا کشف کثافت ارضی اور اس کا تحمل لفظ نور اور اس کی معنوی تجلی اسمیٰ اور اس کا وجود لازم و ملزوم ہیں۔ گویا خلافت الٰہی کا اپنی حقیقت کے ساتھ تحقق قانون ربانی کی قاہر و غالب جلوہ گری ہے جس سے آج دَورِ مصطفوی یعنی حکیم اور عادل اور شجاع اور عفیف ملتِ اسلامیہ مشرف و ممتاز ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ..... الخ (نور)

اللہ نے وعدہ کیا ہے ان سے جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور انکا عمل صالح ہے انکو زمین میں ضرور خلیفہ کرے گا جیسے ان سے پہلوں کو خلیفہ کیا تھا۔

خالق حقیقی مستخلف عزوجل کا قیام بالقسط اپنی الوہیت میں فردیت پر شہادت کے ساتھ تمام مخلوقات کی تخلیق و تنظیم میں جاری و ساری ہے۔ پس حقیقت استخلاف کا یہ لابدی تقاضا ہے کہ خلیفۃ اللہ بحیثیت مخلوق قائم بالقسط ہو۔ یعنی اس کے نفس مبارک میں اعتدال جو معرفت الٰہی سے اس عزوجل کی الوہیت میں فردیت پر شہادت ہے۔ اور دستورِ عدل (قرآن و سنّت) کی نورانی معنویت ہے۔ متحقق ہو۔ (قرآن مجید قائم بالقسط عزوجل کے ترشحات ذاتیہ ہیں۔ اور سنّتِ نبوی صلعم اس کی شرح متشکل ہے۔ اور منبع اعتدال ہے) اور وہ اس کے معیار پر مقتضیاتِ دہر کی تشخیص کرتے ہوئے معروف کا حکم دے اور منکرات سے روک دے۔ یہ اس کا اجتہاد اور نفاذ امر ہے۔ اور وہ اس ملتِ اسلامیہ کا ایک فرد ہے۔ جو اس دستورِ عدل میں استغراق سے قائم بالقسط عزوجل کے پرتوِ علم کو نفوس میں اپنی حقیقت کے ساتھ متحقق کرتی ہے۔ یعنی علوی پرتو کے نورانی حقائق اس کی کثافت پر جلوہ ریز ہیں۔ گویا وہ حقائق علوی و سفلی کے کشف و استقامت سے قسطاس مستقیم اپنے ہاتھوں میں سنبھالے ہے جو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصیت مبارک نے تواتر کے ساتھ اس کے سپرد کی ہے۔ اور ان دلائل کیساتھ نفس کا ئنات کے تقاضاؤں کی تشخیص و اصلاح یعنی اجتہاد اور نفاذ امر کا استحقاق صرف عادل ملتِ اسلامیہ کو پہنچتا ہے۔ اور خلیفۃ اللہ اپنے عہدِ مبارک میں اُسے خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر جمع کر دیتا ہے۔ کہ اس ملتِ اسلامیہ کی قوتِ نظری نامناسب نشاط اوراک سے بہ کمال نفرت محفوظ ہے۔ اور کمال حکمت سے بہرہ یاب ہے اور اس کی قوتِ عملی میں تقدس عدل متحقق ہو چکا ہے اور اس کی قوتِ غضبی وحشت اور درندگی سے بیگانہ ہے اور جادۂ اعتدال سے موانع کو ہٹا دیتی ہے۔ اور اس کی قوتِ شہوی حظوظ کے لئے حرکت نہیں کرتی بلکہ تحصیل عدل کے لئے متحرک ہوتی ہے۔ اس لئے اس کا دامن پناہ امن ہے۔ اس کا

Marfat.com

ادراک اطمینان و تقدس ہے۔ اس کی تحریک محافظِ اعتدال ہے۔

اور اہتمامِ عدل و قسط رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ بہ تسلسل و تواتر اس میں جاری کر دیا گیا ہے اور اس کے ہر عہد کو محیط ہے۔ پس استخلاف فی الارض کی مقدس امانت اس کے سپرد کر دی گئی ہے۔ جب اس کی تمکین کا فیصلہ قائم بالقسط مستخلف عزوجل کی طرف سے صادر ہو جاتا ہے۔ تو وہ سطح ارض پر اپنی شوکت قاہرہ کے ساتھ چھا جاتی ہے۔

تنزیلِ دستور میں یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ انسان خود اپنے لئے مقنن نہیں ہو سکتا۔ مقنن خالق حقیقی عزوجل ہے اس لئے تمام کائنات انسانی کے لئے دستور صرف قرآن حکیم ہے۔ جو قائم بالقسط مقنن عزوجل کی جانب سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ کافۃ النّاس کی طرف نازل ہوا ہے اور وہ نورِ مبین[1] ہے۔ کیونکہ نور علیٰ نور عزوجل کا تشریح ذاتی ہے اور وہ عزوجل جملہ ملکوت کا خالق و مدبر ہے۔ پس بلا ریب کتاب مجید کی نورانی معنویت تمام مقتضیاتِ عالم کو محیط ہے اور دنیا و آخرت اس کی آغوش وسعت میں گم ہے اور ملتِ اسلامیہ کے عادل نفوس میں بالتدریج تا ابد مستحقق ہوتی رہتی ہے۔ یہ حقیقتِ اجتہاد اور نفاذ امر ہے۔ جو توضیح اور اجرائے دستور ہے۔ جس کا استحقاق صرف خیر الامم اور اُمتِ وسط یعنی ملتِ مصطفویہ کو پہنچتا ہے۔ جس کے نفوس معنویتِ قانون کے ساتھ متحد الحقیقت ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ۔ (آل عمران)	تم بہترین اُمّت ہو۔ جو انسانوں کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ کہ تم معروف کیلئے حکم دو اور منکرات سے روک دو۔

یعنی کائناتِ انسانی معروف و منکر کی تشخیص میں مقننِ حقیقی عزوجل کی طرف فطری احتیاج رکھتی ہے اور ملتِ عدل اس ربانی تشخیص کی حامل اور نفاذ ہے۔ اس لئے مقنن عزوجل کی طرف سے ملتِ عدل کی افضلیت کا فیصلہ کائناتِ انسانی کے تقاضائے فطری کی ایفا ہے۔

اور اس دستور مجید کا حصول اور نفاذ جو اس میں استغراق کو مستلزم ہے۔ تعمیل احکام اور اس کی ترتیل پر مشتمل ہے اور سید و سرور محمدن المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ تعمیل و ترتیل کی شرح متشکل ہے۔ اور منبع اعتدال ہے اور تعمیل و ترتیل کا جادۂ مستقیم بے حجاب کر دیتا ہے اس لئے قرآن و سُنّت کا وہ علم جو زبان و قلم سے تعلق رکھتا ہے۔ اعتدال اور معنویت دستور کے لئے لزوم کامل سے مایہ دار ہے اور وہ الفاظ کے معانی اولیہ ہیں۔ جو راہِ عمل کی وضاحت ہے۔ جس کا نتیجہ وہ علم کامل ہے۔ جو کتاب مجید و سُنّت کی نورانی معنویت ہے۔ اور وہی علم نافع

[1] یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا۔ (النساء)

Marfat.com

ہے۔ اور چونکہ عمل کے بغیر علمِ نافع حاصل نہیں ہو سکتا۔ جو کمالِ حکمت ہے۔ اس لئے حضور صلعم نے فرمایا۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ (جامع الصغیر سیوطی) میں اللہ کی طرف پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو غیر نافع ہو۔

چنانچہ مشکوٰۃ میں یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ کعب احبار سے فاروق اعظم رضؓ نے پوچھا کہ ارباب علم کون ہیں تو آپ نے جواب میں فرمایا۔ اَلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ [1] (جو علم کے ساتھ جامع عمل ہیں)

یعنی علم و عمل لازم و ملزوم ہیں اور ان کا اجتماع رسوخ فی العلم کو متحقق کرتا ہے۔ اللہ عزّ و جل فرماتا ہے۔

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ؕ (مزمل) قیامِ لیل سے تصفیہ و حقیقتِ نفس کو روندنے کے لئے نہایت شدہ ہے اور تلفظ قرآن کو راست کر دیتی ہے یعنی فہم قرآن کیلئے فاتحۃ الابواب ہے۔

نَاشِئَةَ الَّيْلِ کتاب مجید کے ان معانی کے ساتھ جو تلاوت آیات کے بعد فوراً ذہن میں منتقل ہوتے ہیں۔ ہر لفظ کی نورانی حقیقت سے واقف کر دیتا ہے۔ جیسے[2] اِنِّيْۤ اَنَا اللّٰهُ کی نورانی معنویت شجرۂ مبارکہ سے اِنِّيْۤ اٰنَسْتُ نَارًا میں درخشاں تھی۔ پس اجتہاد اور نفاذ امر کا حق ملتِ اسلامیہ میں ان علمائے راسخین کو پہنچتا ہے۔ جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نفسِ فعّال کے ساتھ متحد ہیں[3]۔ اور آپ کی قوتِ تزکیہ ان کے نفوس میں متصرف ہے۔ اور انہوں نے کلامِ مجید اپنے حقائق کے ساتھ حضور صلعم سے اخذ کیا ہے اور وہ کتاب و سنت کے علمِ کامل سے جادۂ مستقیم پر آپ کی تبعیت میں رواں ہیں۔ اور حقیقتِ کتاب یعنی حکمت یا علمِ کامل ان کے نفوس میں جلوہ ریز ہو چکا ہے۔ جو حکمت لَمْ يَزَلْ کا نورانی پرتو ہے۔ پس قرآن و سنت کی روشنی میں مسلم حکیم کی ایک جنبش لب ایک نورانی قانون ہے۔ جو اس کا اجتہاد ہے اور آسمان سے سطحِ ارض پر اس کے نفاذ کا حق پہنچتا ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل حدیث نبوی میں مسلم عادل کا حق اجتہاد اور نفاذ امر ثابت و مستحکم ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لمعاذ ابن جبل حین وجهه الی الیمن بم تقضی قال بما فی کتاب اللّٰه قال فان لم تجد قال بما فی سنت رسول اللّٰه قال فان لم تجد قال اجتهد رائی فقال رسول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ ابن جبل کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا۔ کس چیز سے مقدمات میں فیصلہ کرو گے تو آپ نے عرض کیا کتاب اللہ سے تو حضور نے فرمایا اگر اس میں نہ پاؤ تو پھر آپ نے

---

[1] ..... وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ ..... الخ (آل عمران) [2] قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّيْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْۤ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰۤى اِنِّيْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ آپ نے اپنے اہل سے فرمایا۔ ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے۔ شاید تمہارے لئے میں کوئی اطلاع یا آگ کی چنگاری لاؤں۔ پس جب وہاں پہنچا تو بابرکت میدان کے کنارے سے بقعہ مبارک میں درخت کی جانب سے وہ پکارا گیا۔ اے موسیٰ میں تحقیق ہوں اللہ رب العالمین۔ (قصص) [3] عنوانات تزکیہ و تعلّم مطالعہ فرمائیں۔

Marfat.com

اللّٰہَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الحمد لِلّٰہِ
الَّذِیْ وفق رسول رسول اللّٰہ لما یحب
رسول اللّٰہؐ (ترمذی)

جواب دیا۔ سنتِ نبوی صلعم سے۔ پھر حضورؐ نے فرمایا اگر اس میں بھی نہ پاؤ تو آپ نے عرض کی اپنے رائے سے اجتہاد کروں گا تو حضور صلعم نے فرمایا۔ اس خدا کا شکر ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول کو اس چیز کی توفیق عطا کی ہے جو اس کے رسول کو محبوب ہے۔

گویا کتاب و سُنّت کی نورانی معنویت جو مستلزم الفاظِ کتاب و سنّت ہے۔ جب مُسلم عامل کے نفسِ ناطقہ میں متحقق ہو جاتی ہے۔ تو اس کے ترشحات کتاب و سنت کی پیروی میں کامل دستوری حیثیت رکھتے ہیں۔ اور اگر الفاظ کے ساتھ نورانی معنویت جو عمل کا نتیجہ ہے مُسلم کے نفس میں متحقق نہیں ہے۔ تو اس کا یہ جہل اجتہاد اور نفاذ امر کے بارہ میں وبال ہے۔ چنانچہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

العلم بدون العمل وبال والعمل بدون
العلم ضلال ط (لوامع الاشراق)

علم عمل کے بغیر وبال ہے اور عمل علم کے بغیر گمراہی ہے۔

....

....

گویا سطحِ ارض پر نظمِ عادل کا استحقاق صرف ملّتِ اسلامیہ کے عادل علمائے راسخین کو ہے۔ جن کے نفوس میں دینِ حق کے الفاظ و اسرار متحقق ہیں اور وہ کمال رغبت کے ساتھ معروف کی تعمیل کرتے ہیں اور وہ ان کی فطرتِ سلیم کے ساتھ کاملاً سازگار ہے اور کمالِ نفرت کے ساتھ نواہی اور رذائل سے محفوظ ہیں۔ یعنی ان کی فطرتِ نفس فساد و فرط سے پاک ہو چکی ہے۔ یعنی دستورِ عدل (دینِ حق) کا ہر قانون ان کی نورانی فطرت کے ساتھ متحد الحقیقت ہے اور دستورِ عدل کی نورانی معنویت جو تمام مقتضیاتِ دہر کو محیط ہے ان کے نفسِ ناطقہ میں متحقق ہے۔ اور اس کا تدریجی ارتقاء جاری ہے۔ پس قرآن و سُنّت کی روشنی میں ان کی ایک ایک حرکت و سکنت ان کی جنبشِ لب دستورِ عدل کی شرح ہے۔ اور مستقل آئینی حیثیت رکھتی ہے۔ جو کائناتِ انسانی کے افکار و اعمال کے احتساب عدلیہ کا استحقاق جائز ہے۔ جو حقیقت شہادتِ فعال ہے۔ مقنن عزّوجل فرماتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا
شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ
عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ط (بقرہ)

اور اسی طرح ہم نے تمہیں بنایا ہے اُمّت وسط (یعنی عدل جامع ہر گونہ عدل و وسط) تاکہ تم لوگوں پر شہادت دو اور رسُول تم پر شاہد ہو۔

Marfat.com

تنزیلِ دستور اور اُس کی تدریج

اور ناتمام انسانی جد و جہد کا کچھ حصّہ

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا (بنی اسرائیل)

نفسِ انسانی میں کثافت و لطافت کی ترکیب اضطرابی فطرت ہے۔ اس میں لطافت اپنی نورانی حقیقت کے ساتھ تحقق چاہتی ہے۔ اور کثافت کے پردۂ غیب میں پنہاں ہے۔ جو اس کی متحمل ہے۔ اور اس کی حقیقت کا تحمل اس کا تقاضا ہے۔ یعنی فطری اعتدال نسبت سے متقاضی تنویر ہے۔ اور حوائجِ حیاتِ عنصری کے وجود کا ذریعہ ہے۔ اور ان کے ایفا کے لئے محرک ہے۔ پس ہر دو کے تقاضائں کا ایفائے راست عدل یا اطمینان ہے۔ جو فضائل پر منتج ہوتا ہے۔ اور ایفائے ناراست فرط ہے۔ جو رذائل پیدا کرتا ہے اور فطرتِ نفس کی تخریب حتّٰی کہ مرگ ہے جس پر اُسے پیدا کیا گیا ہے۔ گویا عدل کشف و استقامتِ حقائقِ علوی و سفلی ہے۔ جو مضطرب نفسِ انسانی کی ہر چہار قویٰ میں تحقق اطمینان کے لئے تعمیر نو چاہتا ہے۔ اور غرض ارضی خواہشات میں جو اس کی حیاتِ عنصری کا ماحول ہیں۔ اس فطری اضطراب کا بہاؤ ہے جس پر دستِ تعمیر متصرف نہیں۔ حقیقتِ علوی کا معنوی انکشاف یعنی اس کا عدل اور خواہشات کو خواہشات کی حیثیت سے مٹا دینا یعنی ان کا ایفائے عادل مضطرب نفسِ انسانی خود نہیں کر سکتا۔ اضطراب اس کے عجز پر شاہد ہے نفسِ انسانی میں تحقق اطمینان یا تعمیر عملِ انسانی طاقت کے ذریعہ اسی صورت میں ممکن ہے۔ کہ وہ خود خالق فطرت یا مرکب حقائق ہو۔ یہ ظاہر و بدیہہ ہے۔ کہ ایسا ہرگز نہیں یا اس کثافت و لطافت کا وہ خالق ہو جن سے وہ مرکب ہوا۔ یہ بھی سراسر خلاف عقل اور واقعہ ہے پس بلاشبہ اس کی تخلیق اس سے ماورٰی ایک بلند و برتر طاقت کی طرف فطری طور پر محتاج ہے۔ کہ صرف اسی کا تصرّف اس کو معتدل یا مطمئن کر سکتا ہے گویا نفسِ انسانی میں کثافت و لطافت کی ترکیب اللہ عزّ و جل کی قوّتِ تخلیق پر اور فضائل و رذائل کی تشخیص کے فطری تقاضا پر اور صرف اسی عزّ و جل کے دستِ تصرّف سے تعمیر عمل پر فطری شہادت ہے وہ عزّ و جل فرماتا ہے۔

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ؕ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ (طور) کیا وہ کسی چیز کے بغیر (وجود) پیدا ہو گئے یا وہ خالق ہیں (یعنی انہوں نے خود اپنے آپ کو پیدا کر لیا) یا انہوں نے آسمان و زمین کو پیدا کیا بلکہ بات یہ ہے کہ وہ یقین نہیں رکھتے (اس عزّ و جل کی قوّتِ تخلیق و قدرت پر)

یقین نفسِ ناطقہ میں متحقق ہوتا ہے اور اسی کا خاصہ ہے اور مستلزم رؤیت ہے یعنی کثافت پر حقیقت علوی کے معنوی انکشاف سے استقامت پاتا ہے۔ گویا نفسِ انسانی کے فطری تقاضا کی ایفائے راست ہے جو اس کا اعتدال ہے اور

اس کی ایفائے ناراست یقین اور روئیت کی مقدس کیفیت سے نفس کو محروم کر دیتی ہے۔ اور تاریکی اس کے ترشحات کو معیارِ اعتماد سے ساقط کر دیتی ہے اور وہ ظن و اضطراب کی گمرہی میں بہتا جاتا ہے اور کہیں نہیں تھمتا۔ خواہش پروری کے ساتھ تموّل اور ایفائے خواہشات میں اشتراک مرجع فطرت اللہ عزّ وجل سے غیر فطری عقلت کے سبب اضطراب نفس اور اس کی تاریکی کا ذلیل مظاہرہ ہے اور ان دونوں میں نفس ناطقہ کے تقاضا ہائے خلقی یعنی تمکین عدل کا کچھ اہتمام نہیں ملا اور نہ ہو سکتا ہے، جو منزل و ملک میں فطرت اعتدالِ تہذیب و نظام ہے۔ بلکہ نفسِ ناطقہ کی اس حیثیت کی مرگ ہے جس پر اُسے پیدا کیا گیا ہے۔ اور اس کے تقاضاؤں کا ایفائے ناراست ہے۔ پس فطرتِ انسانی بنی نوع پر ان کے نفاذ کو ناجائز قرار دیتی ہے۔ اور فطری طور پر خالق حقیقی کی طرف رجوع کرتی ہے جو اس کے تقاضا ہائے خلقت کی ایفائے راست یعنی عدل کے لئے صراطِ مستقیم کھول دے۔

تمام ملکوت ارضی و سماوی من جملہ حیوانات و بہائم خلقی نسبت سے اللہ عزّ وجل کی طرف فطرتاً رجوع کرتے ہیں۔ چنانچہ اس پر دلیل یہ ہے کہ انسان کے لئے راس حقیقت سے کہ وہ جامع حقائق علوی و سفلی ہے اور اس عزّ وجل کی نیابت سے مشرّف ہے۔ وہ اللہ عزّ وجل فرماتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلَآئِفَ الْاَرْضِ ط (انعام) اسی نے تمہیں زمین پر خلفاء بنایا ہے۔

تمام زمین و آسمان کا نظام مسخر ہے۔ دن رات آفتاب و ماہتاب باد و باراں ستارگان اور سیّارگان اسی کا ماحول حیات ہے۔ اور حیوانات پر وہ غالب و قاہر ہے اور وہ اس کی اطاعت قبول کرتے ہیں اور یہ دعوت ہے کہ وہ اپنے تخلیقی حقائق کے انکشاف و استقامت سے حق نیابت کی ایفا[1] کرے۔ پس غیر معتدل حیوانی کیفیتوں کے ساتھ خواہش رانی اس انسان کی معنوی عظمت کی ضد ہے جس کے روح الٰہی کا ترشح یعنی شعور اُسے تمام مخلوق پر عظمت اور شرافت عطا کرتا ہے۔ اور اپنی حقیقت کے کثافت پر انکشاف سے ارضی و سماوی ملکوت کو اپنی شوکت سے احاطہ کر لیتا ہے۔ اور نا تمام انسانی جد و جہد تموّل اور اشتراکیت صرف مفرط خواہش رانی کی پرورش کا ایسا پھیلاؤ اور چھلکتا ہوا اضطراب ہے جس کی لذت و نفرت سے دیگر حیوانات بے بہرہ ہیں۔ گویا شعور انسانی کا جو بلندی اور تمکین عدل کے لئے نفسِ انسانی میں ودیعت کیا گیا ہے یہ بے محل استعمال ہے جو نفسِ ناطقہ کی علوی حیثیت کو فنا کر دیتا ہے۔

بھوک اور پیاس اور توالد و تناسل وغیرہ حوائج کا جو بقائے انسانی کا ذریعہ ہیں، بالاصل ایفا اور تکمیل شعور یعنی روح علوی کے رُخِ تاباں سے کشفِ حجاب دونوں انسانیت کے فطری فرائض ہیں۔ اور کسی ایک کے تقاضا کی تعمیل میں تقصیر انسانیت کا ناقابلِ عفو جرم ہے۔ مگر خواہش پروری کے ساتھ تموّل اور اشتراک فی الہویٰ مفرطِ خواہش رانی کا ایک طوفان ہے

[1] روح علوی اور حقیقت سفلی ہر دو کا اجتماع استعدادِ نیابت اور خالق حقیقی کی طرف رجوع فطری کی حقیقت ہے۔ اور دلیل بالا سے روشن ہے۔

Marfat.com

جس میں نفسِ ناطقۂ انسانی اپنی فطرت کو کھو دیتا ہے، جس پر اُسے پیدا کیا گیا ہے۔ اور اس کے علوی شعور کی معلومات میں موت واقع ہو جاتی ہے اور ارضی خواہشات (جو اسکی حیاتِ عنصری کا ماحصل ہیں) کے تموج فرط میں بہتا جاتا ہے اور کہیں نہیں رکتا۔ پس وہ ان تمام محامد و فضائل سے بے نصیب ہے جو تقاضائے اعتدال ہیں۔ یعنی وہ انسان کے فطری[1] مطلوب قائم بالقسط عزّوجل سے غافل ہے۔ اس لئے قوائے انسانی کے اعتدال حکمت، عدالت، شجاعت، عفت کے حقائق سے اندھا ہے۔ کثافت و لطافت جن سے وہ مرکب ہے اس کے سامنے روشن نہیں۔ وہ یقین و اطمینان کی کیفیت سے نابلد ہے۔ پس ساز گار و ناساز گار واقعات کے پیش آنے سے اضطراب تاریک میں بہتا ہُوا اگر وہ آئین سازی اپنے ہاتھ میں لیتا ہے۔ تو نفس کی فطرت کا مطالعہ نہ کرتے ہوئے غیر فطری فعل کا ارتکاب کرتا ہے۔ ایک وہ وقت تھا۔ کہ ہر انسان اپنی پیدائش سے قبل کچھ قابلِ ذکر نہ تھا سب سے پہلے اس نے آبِ مردہ کی حیثیت اختیار کی۔ پھر بتدریج منازلِ خلق طے کرتے ہوئے اس نے روحِ بخاری سے زندگی پائی۔ جو عنصری ترکیب میں کمال اعتدال کے سبب رُوحِ علوی کا محمل ہے۔ ایک وقتِ معیّنہ کے بعد اس عالم میں اس نے قدم رکھا۔ اس کی خوراک ابتداء سے بڑھاپے تک وہی رہی۔ جو بظاہر اس کی نشو و نما کا موجب ہے مگر جہاں تک غور کیا جاتا ہے۔ خوراک کو بقائے حیات کا صرف ظاہری سبب قرار دیا گیا ہے۔ منازلِ حیات طے کرنے میں اُسے کچھ دخل نہیں۔ طفولیت سے شباب کی طرف رجوعِ انسانی خورد و نوش کے سبب نہیں ہے۔ ورنہ شباب سے پیری کی طرف رجوع کسی صورت میں بھی ممکن نہ ہوتا۔ یہ سب منازلِ حیات عدم سے وجود تک، وجود سے عالمِ ثانی کی طرف منتقل ہونے تک غیر اختیاری طور پر خود بخود طے ہوتے جاتے ہیں۔ بلاشبہ یہ دلیل روشن ہے۔ کہ اس تمام منظم نظامِ حیات پر خالقِ حقیقی عزّوجل کا نظم و نسق غالب و قاہر ہے۔ انسان جب اپنے وجود اور حیات اور اس کی رفتار میں کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ تو وہ اپنی زندگی کے لئے مقنن کیسے ہو سکتا ہے۔ اللہ عزّوجل فرماتا ہے۔

وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۭ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ۝ (یٰسین) اور کون اسکو بڑھا کر دیتا ہے اور اوندھا کر دیتا ہے کیا وہ نہیں سمجھتے۔

انسان کی نوعیتِ خلق سے (دیکھیے کہ کثافتِ ارضی اور حقیقتِ علوی کے زیرِ عنوان بھی اس حقیقت پر بحث کی گئی ہے) یہ ظاہر ہے کہ ہر انسان اس بلند و برتر اللہ عزّوجل کے دستِ خلق سے مخلوق ہے۔ اور توالد و تناسل ایک نظم و نسق ہے۔ اور جیسے خوراک بقائے حیات کا صرف ظاہری سبب ہے یہ بھی بقائے نسلِ انسانی کا صرف ظاہری ذریعہ ہے جس سے خلاصۂ خاک کو ایک قرارِ مکین میں محفوظ کیا جاتا ہے۔ تاکہ منازلِ خلق کی وہاں تکمیل ہو۔ گویا پیدائشِ انسانی میں ہر انسان انسانِ اوّل سے مشابہ ہے تخلیق ذکور و اناث، اختلافِ السنہ و صور اور بچپن شباب پیری اس حقیقت پر شہادت راسخ ہے پس مخلوقِ انسان جس کے اجزائے ترکیب اضطرابی تقاضاؤں کی ایفائے عادل سے متقاضی اطمینان ہیں۔ ملنے

[1] نفسِ انسانی میں عنصری و علوی حقائق کا اجتماع اللہ عزّوجل کی طرف اس کی فطری طلب کی حقیقت ہے۔

Marfat.com

لئے آئین اعتدال کا کیسے خالق ہو سکتا ہے اور جیسے وہ خالق عناصر نہیں ہو سکتا جن سے وہ مرکب ہے۔ البتہ عناصر سے کام لے سکتا ہے اسیطرح نفسِ ناطقہ میں آئین عدل کی پیروی سے تمکین عدل کرتا ہوا قانونِ اعتدال کو نافذ کر سکتا ہے۔ اور نزول آئین عدل کے لئے اسی قائم بالقسط کیطرف فطری طور پر محتاج ہے جسنے اُسے جامۂ احسن الخلق سے شرف بخشا۔ پس اس فطری حقیقت کو اس خالق حقیقی اللہ عزوجل نے انسان کامل و اوّل نبی سیر حق خلیفۃ اللہ فی الارض حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے ساتھ ہی پورا فرمایا۔ وہ عزوجل فرماتا ہے۔

یٰاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (بقرہ)

اے آدم تو اور تیری بیوی جنت میں ٹھہرو اور کھاؤ۔ بغیر حساب جہاں سے چاہو اور اس درخت کے نزدیک مت جانا۔ پس تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

یہ ستر تکلیف ہے جو اوامر و نواہی پر مشتمل ہے اور یہی تنزیلِ دستور کا افتتاح تھا۔ اور

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ۔ (بقرہ)

آدم کو اس نے سب نام سکھا دیئے۔

اس فطری شعور یعنی روح علوی کے ترشح کی تکمیل تھی۔ یا روحِ الٰہی کی اپنی حقیقت کے ساتھ تجلّی ہے۔ جو بالقوۃ ہر انسان کے اندر بطور استعداد تحصیل علم و عمل ودیعت ہے مضمون خلائف الارض اسی حقیقت کی طرف مشیر ہے۔

پس خلق کی وسعت کے مطابق اور سا امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ وہ قائم بالقسط خالق حقیقی عزوجل اس فطری حقیقت کی القا میں یعنی امر و نہی میں وسعت و تجدید فرماتا رہا۔ چنانچہ قرآن حکیم اور کتب سماوی اس حقیقت پر شاہد ہیں اس نے مرسلین مبعوث فرمائے۔ ان کو اپنے دست تربیت سے بشر کامل فرمایا۔ اور ان کے نفوس ناطقہ میں حقائق وحی و شہود کی جلوہ گری سے مکارم و فضائل کو تحقق بخشا تاکہ نفوسِ ناطقہ انسانی کہ ان کا علوی شعور جو تقاضائے فطری سے علوی دستور عدل کی جستجو میں ہے اور ساں کی کثافت اپنی ترکیب میں اعتدال جنسیت سے تحقق عدل چاہتی ہے۔ یا ان کی فطرت ممزوجہ مسخ نہیں۔ ان مرسلین کے ذریعہ کتاب سے جو قائم بالقسط کا ترشح ذاتی ہے۔ اور ان کے اسوۂ حسنہ سے جو میزان العدل ہے اور مکارم و فضائل کی معنوی تشکیل ہے۔ ہر عہد میں عدل کا جادۂ مستقیم پائے رہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۝ (حدید)

تحقیق ہم نے اپنے مرسلین بھیجے آیات ظاہرہ کے ساتھ اور ان کے ساتھ ہم نے کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ قائم بالعدل ہو جائیں یعنی قیام بالقسط انسانی فطرتِ نفس اور تقاضائے فطرتِ نفس (نظام عدل) ہیں تمکین عدل ہے۔ جو عدل نفس کیساتھ عدلِ نظام کا اتحاد ہے درآں حالیکہ خواہش پروری کیساتھ تحول الانتشار کی فی الھویٰ فرط النفس کا مظاہرہ ہے اور ما فی النفس اور اسکے ماحول میں مظاہر اختلاف و فساد ہے

لہ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ ۝ سلہ لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ (یٰسین)

Marfat.com

جملہ مخلوقات کے خلق و نظم میں وحدت تدبیر فطرت تخلیق و تنظیم کا تقاضا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔
لَوْ کَانَ فِیْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (انبیاء) اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو یہ فساد زدہ ہو جاتے۔

اسی طرح نبوت جو اللہ عزوجل کے ترشحات ذاتی کی علمبردار ہے۔ عالم میں نفاذ امر کے لئے مخصوصیت عظمٰی کی حامل رہی ہے۔ کیونکہ نفس جماعت یا قوم نیم شعوری[1] کیفیت رکھتی ہے۔ یعنی نفس اجتماع ممزوج ہے اور اس کی تربیت اور تنظیم کے لئے فرد واحد حکیم الٰہی کی ضرورت تقاضائے فطرت جماعت ہے۔ چنانچہ منزل و مدن میں احتیاج تدبیر و سیاست اسی حقیقت پر شہادت ہے۔ تا آنکہ جب نفس زمانہ میں جملہ مقتضیات دہور و اقوام اور اقوام اور تقاضا ہائے ہر گونہ سیاست شخصی و منزلی و مدنی اور بین الدول واضح نظر آنے لگیں تو مزاج زمانہ کی جامعیت کی مطابقت کے ساتھ جو فردیت کاملہ کو مستلزم ہے۔ خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت نے تکمیل دستور کے ساتھ تمام عہود دہر کو احاطہ فرمایا۔ جس پر قرآن و سنت کی روشنی میں ملت اسلامیہ کا عادل اجتہاد جو ہر فرعی وسعت کو محیط ہے اور آج اس زمانہ میں سیرۃ نبوی پر ایک محققانہ نظر اپنی جامعیت آئین کے ساتھ شاہد عادل ہے اور اس حقیقت اعتدالیہ کے اجرائے مسلسل کو براہین محقق سے روشن کر رہی ہے۔ جو نفاذ امر کا استحقاق ہے اور "تذکرہ[2]" علامات روشن کیساتھ اس تسلسل اعتدال پر شہادت دیتا ہے جو کمالات نبوت کی وراثت ہے۔ پس آئمہ[3] اولین نے اس صلعم کی تصدیق کی اور ملت اسلامیہ میں آئمہ آخرین نے مسلسل ایمان و عمل سے اسکی فردیت و عظمت پر شہادت دی۔ قرآن مجید کی حفاظت کاملہ اور اس کی جامعیت کبریٰ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک حرکت و سکنت ہر جنبش لب یعنی آپ کے اسوۂ حسنہ کا جو قرآن مجید کی عملی شرح ہے اور میزان العدل یا منبع اعتدال ہے۔ کامل احتیاط کے ساتھ محفوظ رہنا تکمیل دین اور اتمام نعمت پر دلیل قاہرہ ہے جو استخلاف فی الارض کی روح رواں ہے جس کا منشور عزت مستخلف حقیقی عزوجل نے پیدائش انسانی کے ساتھ ہی جاری فرمایا تھا۔ اور آج ملت اسلامیہ بمطابق آیۂ استخلاف سورۂ نور اس اقتصائے عزت کی مصدق و موثق ہے۔

ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام پر تنزیل دستور کا افتتاح اور عہود مابین میں اس کی تجدید و وسعت اور سید و سرور محمد ن المصطفٰے احمد ن المجتبٰے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کی تکمیل تدریجی فطرت دہر کی آئینہ دار ہے۔ جو انسانی تدریجی استعداد کی ترجمانی کرتی ہے۔ کیونکہ نفوس سے ملتیں مرتب ہوتی ہیں اور عہود و دہور ملتوں پر مشتمل ہیں۔ گویا تنزیل دستور

---

[1] اساس عدل یہ استقرار نفس انسانی کے انحطاط فرطیہ سے قبول عدل کی صلاحیت تک درجات تدریجیہ اور قبول عدل سے تکمیل عدل تک تدریجی مدارج ارتقائیہ اور نفوس انسانی کی شعوری کیفیتوں میں تفاوت نفس جماعت کی کیفیت نیم شعوری پر شہادت ہیں [2]
مصنفہ خاکسار پرنسپل محمد صغیر حسن [3] وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ ..... الخ (آل عمران)

میں تدریج انسانی تدریجی فطرت کی مطابقت ہے اس لئے تدریجی استعدادِ انسانی کی شرح تنزیلِ دستور میں مقصد تدریج کی وضاحت ہے۔

نفسِ ناطقہ انسانی میں لطافت کی حقیقت نور ہے جو لطافتِ الٰہی کا تجلّی ہے اور کثافت پردۂ غیب ہے۔ اور اپنی فطرت میں ثقل رکھتی ہے اور ثقل مستلزمِ تحمّل ہے اور اس کی ثقلی کیفیت جو مبداء لطافت عزّوجل میں استغراق کے نتیجہ میں نورانی حقیقتِ لطافت کیساتھ تحقّق جنسیت سے نورانی تحمّل کے لئے اپنی فطرت میں سازگار ہوجاتی ہے اور اپنی ثقلی استعداد سے تحمّلِ انوار میں استقلال رکھتی ہے جو اس کی استقامت ہے۔ اور نفسِ ناطقہ کی مجموعی استقامت کو مستلزم ہے اور یہ تحمّل واستقلال انوار اس خلقی معتدل نسبت سے ہے۔ جو اس نورٌ علیٰ نور خالق حقیقی کیساتھ اُسے حاصل ہے۔ لطافت وکثافت دو غیر ہم جنس حقائق ہیں۔ اسلئے ان میں اتحاد جنسیت مدارمت کیساتھ جہد شدید چاہتا ہے تاکہ ثقیل کثافت میں جوں جوں تزکیہ یا صفائی متحقق ہو تو لطافت کی نورانی شعاعیں اس میں منعکس ہوکر استحکام واستقلال پاتی رہیں۔ گویا تزکیہ جہد کو اور جہد تسلسلِ عمل کو مستلزم ہے۔ جو بالتدریج لطافت وکثافت میں جنسیت متحقق کردیتا ہے۔ لطافت کا معًا انکشاف اور کثافت کا معًا متحمل ہوجانا (اس حقیقت کو ذہن نشین رکھتے ہوئے کہ نوعِ فاضلہ کے نفوس میں دلیل اعتبار سے تدریجی استعداد اس عزّوجل کے شہودی تصرفِ خالقیہ کے ذریعہ غایات سرعت کیساتھ تکمیل پاتی ہے۔ جو معًا تحقق کشف وتحمّل کے ساتھ مشابہ ہے سمجھنا چاہیئے کہ) ہر دو حقائق میں غیر تحقیقِ جنسیت کی وجہ سے خلافِ فطرت ہے۔ پس اللہ عزّوجل لطیف اور قائم بالقسط کے قانی ترشحات یعنی کلام الٰہی میں جو لطافت کی حقیقت کے ساتھ اپنی معنویت میں متحد ہے۔ نفسِ ناطقہ کا استغراق بالتدریج لطافت کی حقیقت کو کثافت پر جلوہ گر کرنے کا ذریعہ ہے اور ان ہر دو حقائق کے کشف وتحمّل سے ان کے تقاضاؤں کی ایفائے عادل کرتا ہوا اُن میں اعتدال متحقق کردیتا ہے۔ چنانچہ تنزیلِ دستور میں اللہ عزّوجل نے تدریجِ نزول کو انسانی تدریجی فطرت کی مطابقت فرماتے ہوئے ملحوظ رکھا تاکہ قبول مکمل اور مستحکم ہو۔ وہ عزّوجل فرماتا ہے۔

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰہُ لِتَقْرَاَہٗ عَلَی النَّاسِ — اور قرآن کو ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا کہ تو اُسے انسانوں پر توقف کے
عَلٰی مُکْثٍ وَّنَزَّلْنٰہُ تَنْزِیْلًا (بنی اسرائیل) — ساتھ پڑھے اور ہم نے اُسے اتارا اتارتے اتارتے (رفتہ رفتہ) (الخ)

تدریج ارتقاء

لِنُثَبِّتَ بِہٖ فُؤَادَکَ وَرَتَّلْنٰہُ تَرْتِیْلًا (فرقان)

فطرت انسانی میں تدریجی استعداد براہین نمایاں سے متحقق ہے۔ مثلاً انسان کی خلقت اس طرح ہے کہ آبِ مردہ[1] سے ایک خون کے لوتھڑے کی صورت اختیار کرتا ہے۔ پھر ایک سخت گوشت کی۔ پھر ہڈی کی۔ پھر

[1] القرآن: وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ جَعَلْنٰہُ نُطْفَۃً فِیْ قَرَارٍ مَّکِیْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَۃَ عَلَقَۃً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَۃَ مُضْغَۃً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَۃَ عِظٰمًا فَکَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰہُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ (مومنون)

Marfat.com

گوشت پوست اور انسانی اعضاء و جوارح کی تشکیل ہوتی ہے۔ پھر اس کی روح بخاری کیساتھ روح الٰہی متعلق کردی جاتی ہے جو وجہ تو دلیہ شعور ہے۔ پیدائش کے بعد بچپن میں مظاہر تدبیر علوی واقعات دہر میں تداول شعوری کے نہ ہونے یا کم ہونے کی دلیل سے اسکی شعوری قوت کمزور ہوتی ہے۔ آہستہ آہستہ امتدادِ عمر سے وہ شعور بڑھتا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ پختہ عمر تک پہنچ کر اس شعور کو استقلال ہوجاتا ہے۔

اسطرح نفس جماعت بھی اسی تدریجی ترقی کی آئینہ دار ہے۔ ابتداء میں بنی آدم کے اسباب معیشت خورد پوش آلات حرب وغیرہ کو ابتدائی درجہ حاصل تھا۔ امتداد زمانہ کیساتھ ساتھ بالتدریج شعوری ترقی سے آج اس ارتقائی منزل پر یہ سب کچھ پہنچ چکا ہے کہ گذشتہ جماعتیں اسکے تصور سے بھی قاصر تھیں۔ شعور نفس جماعت کی تدریجی ترقی بھی انفرادی شعور کے تدریجی ارتقاء کی آئینہ دار ہے۔ جماعتیں نفوس سے مرتب ہوتی ہیں اور ایک جماعت یا ایک زمانہ کے افراد جب ایک مقام شعور تک پہنچ جاتے ہیں تو آئندہ نفوس اس مقام ارتقاء سے مزید ارتقاء کی طرف بڑھتے جاتے ہیں۔

اسی طرح تمام عالم کے افراد کی وسعت اور آبادی ہیں کثرت اسی تدریجی ترقی پر شاہد ہے علیٰ ہذا افراد یا جماعت کو جب کبھی کسی ایک نقطۂ عمل صلح و حرب پر متفق کرنا مقصود ہوتا ہے تو پہلے افراد یا جماعت کے اذہان میں مناسب حال انقلاب کی ضرورت ہوتی ہے جب اذہان میں انقلاب رونما ہوجاتا ہے۔ تو ہنگامہ عمل کیطرف اقدام ہوتا ہے۔ گویا ظاہری انقلابات درحقیقت ذہنی انقلابات کے نتائج و آثار ہیں اور یہ خیال و عمل کا بالتدریج انقلاب اسی تدریجی ارتقاء کا آئینہ دار ہے۔ علیٰ ہذا شرائع سابقہ اور ملل گذشتہ کے متعلق دستور آسمانی کے بعض پہلوؤں کا زیر پردہ رہنا اور نفس زمانہ کی جامعیت کے ساتھ خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تکمیل دین اور اتمام نعمت نفوس افراد اور نفوس ملل کے شعور میں تدریجی ارتقاء کے حقائق واضح کرتا ہے۔ اسی طرح نفسِ انسانی میں مکارم و محاسن کی تکمیل جو اعتدالِ نفس سے متحقق ہوتی ہے اسی تدریجی ارتقاء کی کیفیت کو مستلزم ہے۔

نفسِ انسانی میں لطیف حقیقت علوی اور ثقیل کثافت ارضی کی ترکیب سے ایسی متدرجہ کیفیت پیدا ہوجاتی ہے کہ اگر ابتداً انوار کلام کے پرتو میں مناسبت ابتدائی سے تجاوز ہو تو یک لخت یعنی بلا تدریج نفس انسانی کا تحمل اس کی فطرت ترکیب کیساتھ سازگار نہیں ہوتا۔ یہ کیفیت متدرجہ رفتہ رفتہ نفس کے اندر پرتو حقائق کے لئے موجب استقلال ہوتی ہے۔ یعنی روح علوی کے نورانی کشف سے جو کلام حق کی نورانی معنویت کیساتھ جنسیت رکھتا ہے۔ روح بخاری بالتدریج منور ہوتی جاتی ہے اور اسکی متحمل ہوتی جاتی ہے اور اس کا ثقل مستلزم استقلال ہے پس فطرت متدرجہ کی دو انفعالی حیثیتیں ہیں۔ پہلی کلام الٰہی کے احکام اور اس کے حقائق کو مراتب ممیزہ کے ساتھ بتدریج نفس انسانی کا قبول کرنا۔ دوسری ہر مرحلہ پر نفس کے اندر استقلال حقائق کلام اور مسلسل ارتقا تاکہ لطیف و خبیر پرتو انوار کا نفس انسانی بالتدریج متحمل ہو۔ جو اسکی حقیقت ہے اور تیسری اُسے فعالی حیثیت حاصل ہے جو اس کے

له لھم اجرھم و نورھم۔

Marfat.com

منکشف روحِ علوی کا فطری تقاضا ہے تاکہ ان نفوسِ انسانی پر اس کا نورانی تصرف اثر انداز ہو۔ جو ارواحِ علوی کے شعوری ترشحات اور اعترافِ حقیقت کے ذریعہ علوی و عنصری حیثیت سے اسکے ساتھ متحد ہیں[1]۔ بحالیکہ وہ کلام یعنی کتابِ مجید اور اس کی حقیقت یعنی حکمت، کا حامل ہے اور یہ حمول وجہ اتحاد ہے اور اس کا یہ تصرف اس کی تدریجی ارتقاء کا غیر منفک خاصہ ہے۔

چنانچہ نفوس و ملل و دہور اور افکار و اعمال اور ان کے نتائج ہیں جو کائناتِ انسانی کا نظم و نسق ہے اور تمام نظام کائنات میں جو اسکا ماحول حیات ہے من جملہ اجرامِ فلکی کی ضیاگری، ضیاپاشی وغیرہ وغیرہ میں تدریجی ارتقاء نفسِ انسانی کی اسی تدریجی ارتقاء پر شہادت مبتنیہ ہے۔ کلامِ الٰہی کا رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر بالتدریج اور بالتفریق نزول غیب و رویت فرائض و نوافل، زکوٰۃ و صدقات وغیرہ میں تفریقِ شب کو نمازِ تہجد میں ترتیلِ قرآن پھر دوسری شب کو یہی عمل ایک سانس کے بعد دوسرے سانس کا قلب یا نفس کی مطابقت کے ساتھ ذکر سے فارغ نہ ہونا علیٰ ہذا تسلسل و تواتر سے قراءت تہجد اور ذکر تدریج و تفریق کا فطری نظام ہے، جو ثنائی کلام سے حقیقتِ نفس کو منکشف اور مستقیم کر دیتا ہے۔ تدریج نزول اور احکام میں تدریجی مراتب اور تدریج عمل۔ انسانی تدریجی صلاحیت قبول کی مطابقت ہے، جو بمطابق فرمان ربانی لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۝ (فرقان) یہ تفریقِ وحی اسلئے ہے کہ تیرے قلب کو ہم مستحکم کر دیں اور ہمنے قرآن تجھ پر مہلت اور توقف سے پڑھا قلب میں ثبات اور استحکام کا ذریعہ ہے...... الحاصل تنزیلِ دستور میں تدریج اور احکامِ دستور میں تدریج اور نفسِ انسانی اور احکام کے مراتب تدریجیہ اور تدریج عمل میں باہم تطابق عدلیہ سے ملتِ اسلامیہ کے پاکیزہ نفوس عامل میں تدریجی نورانی ارتقاء جاری رہتا ہے جو دستور مکمل کی محیطہ فروغ وسعت معنوی ہے۔ جو الی یوم القیٰمۃ افراد اور شعوب و قبائل اور جائز واحد دولتِ وسطیہ کے ارتقائی تقاضا ہائے ماحولیہ یا مقتضیات فرعی کو نورانی فراست اجتہادیہ سے اس دلیل سے احاطہ کرتی جاتی ہے کہ نفسِ انسانی میں کشف نور کشف روح متقن عزوجل ہے جو ترشحاتِ الٰہیہ یا جامع اصول دستور کامل میں استغراق سے کشف میں تحقق پاتا ہے اور اسی دلیل سے آج عہدِ مصطفوی میں اکمالِ دین اور اتمامِ نعمت پر فیصل بالحق ہے۔

اکمالِ دین اور اتمامِ نعمت کا کچھ حصہ (تکمیلِ دستور)

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (مائدہ)

نفسِ ناطقہ انسانی کی تعدیل راسخ کمالِ انسانی ہے، یعنی ہر چہار قوائے نفس (نظری و عملی و غضبی و شہوی) کے اعتدال کا نفسِ انسانی میں تحقق تہذیبِ شخصی کی تکمیل ہے جس کی بنیادوں پر تدبیرِ منزل یا تعدیل معاشرہ اور جائز واحد سیاستِ مدنی اسلامیہ کی عمارت صحیح طور پر استحکام و ترفیع پاتی ہے اور وہ محور تہذیب و تدبیر و سیاست فردیت رسالت کی قوتِ فعالیہ کے ذریعہ جو ہر عہد میں یوم القیٰمۃ مستقلاً اپنی شوکت نفاذہ کیساتھ اس دلیل سے متصرف کہ وہ نفوسِ امت میں ارواحِ الٰہی کو بالتواتر منکشف اور ارواحِ بخاری کو متحمل کرتی ہوئی ان میں حیثیت فعالیہ

[1] زیر عنوان تزکیہ اس حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

Marfat.com

متمکن کرتی جاتی ہے۔ یعنی مزکّی نفوس اور معلّم کتاب و حکمت ہے کیونکہ ترشحات عدلیہ الٰہیہ (کتاب مجید) میں اساس عدل پر استوار نفسِ انسانی کا استغراق ہی ذریعہ کشف و تحمّل نفس ہے جو اس کی تعدیل ہے۔ وحدت تصرف کے ساتھ حقیقتِ عدل کے میزانِ مشترک سے (جو وحدتِ مرجع فطری و نسلی کی دلیل سے نفس اجتماع کی کیفیتِ نیم شعوری کے ذہین پر شعور ہائے افرادِ جماعت میں وجود تفاوت شاہد ہے) تقاضائے وحدت رجوعی کی تکمیل نفس کے ساتھ ایفا ہے اور اسی دلیل سے تخصیص جوازِ وحدتِ اجتماع اور فردیت رسالت مصطفوی اور اس کے تتبع میں فردیت استخلاف فی الارض کی شوکت قاہرہ ہے) نفس ملّت کا تہذیب اخلاق اور تدبیر منزل اور سیاست بین الدول پر (جو محیطہ عالم جائزہ واحد سیاست مدن کا ایک تدریجی مرحلہ ہے) مشتمل دستور عدل (محیط جملہ مقتضیات دہر کتاب اور اس کی شرح متشکل سنّت نبوی) کے ساتھ اتحاد معنوی ہے جو حقائق نفس کی تکمیل اور اسی دلیل سے ملّتِ اسلامیہ کے لئے مسخرات نفس پر محور فردیت رسالت و امارت کے گرد متّحد اور صحیح کے ساتھ استحقاق ہے۔ گویا وہ متاعِ قاہرہ قبضۂ شمشیر کو اسی جاریہ قوّتِ فعالیہ مصطفویہ کا حق قرار دیتا ہے جو نفسِ ملّت میں دلیل تصرف سے عدل کو متحقق کرتی ہے اور اسی دلیل سے تحمّل شمشیر کو خاصۂ نفس ملّت قرار دیتی ہے۔ اور شوکت کشف و تحمّل کے ساتھ استحقاق وراثتِ ارض اور استعداد استخلاف فی الارض ہے۔ کیونکہ وہ کشف (صدح احکم الحاکمین کی دلیل سے نفس میں شوکت حکم اور حقائق ارضیہ کے تحمّل سے سطح ارض پر کیفیت نفاذِ حکم کی نفسِ انسانی میں تمکین ہے۔ چنانچہ سیرۃ نبوی پر ایک محققانہ نظران حقائق پر شاہد ہے اس کے مقدمۃ المعنون بہ فاتحۃ العمل میں عنوانات ذیل کے حقائق پر بحث کی گئی ہے۔ تمہید اور تکمیل دستور۔ حقیقتِ علوی و کثافتِ ارضی۔ تعدیل نفس۔ تنزیل دستور اور اس کی تدریج اور تاتمام انسانی جدو جہد۔ تدریج ارتقاء۔ تدریج الخطاط۔ استخلاف فی الارض۔ اجتہاد اور نفاذ امر۔ تشبّہ بہ حکمت۔ مکارم اخلاق کی حقیقت۔ ہدایت۔ علم علی اللسان (حجت الٰہی) علم فی القلب (حکمت) میراثِ علوم۔ احادیثِ طیبہ کی روشنی میں علوم نبوت کی وسعت احادیث طیبہ کی روشنی میں علمائے ورثۃ الانبیاء کی وسعتِ علوم۔ اخلاق نبوی اور قرآنِ حکیم۔ یہ حقائق شاہد ہیں کہ نفسِ ناطقہ اساس عدل (جوانب میزانیہ نفس) پر استوار ہے اور ملّتِ وسط دبہ دلیل ثقل موازین یا تکمیل تعدیل) مکمّل فطرتِ نفس ہے۔ پس اس کا عدل فطری جو تکمیل و حفظِ فطرت ہے۔ اسکے فضل غالب اور تصغیر فرط پر حجت قاطع ہے۔ کیونکہ فرط شکست فطرت ہے۔ اور اس کی جلد اوّل جز، الالف (مکارم اخلاق و محاسن افعال) میں اس حقیقت تعدیل نفس کو شرح جزئیات کیساتھ اس طرح واضح کیا گیا ہے کہ حکمت اور اس کی اصناف (ذکا و فہم۔ اطمینان۔ تعقل۔ تحفّظ و تذکر۔ تعلّم) عدالت اور اس کی انواع (صبر۔ عدل۔ تسلیم۔ تقویٰ۔ اخلاص۔ عزم۔ توکل۔ شکر۔ مکافات۔ تودّد۔ وفا) شجاعت اور اس کی اقسام (صدق تحمل۔ کبر نفس۔ ثبات و سکون۔ غیرت۔ حلم۔ علم۔ تواضع۔ رحم) عفت اور اس کی اصناف (تزکیہ۔ حفظ۔ حیاء۔ نفق۔ کسب طیبات۔ متانت نفس (استقامت و وقار) نظم بالعلم) کی تشخیص و تکمیل ہو چکی ہے اور ان مکارم اور اکیہ و محاسن تحریکیہ کو الیٰ یوم

؎ اللہ عزّ و جل قائم بالقسط (عدل) ہے عنوان اجتہاد اور نفاذ امر اور نظم بالعلم مطالعہ فرمادیں ؎ بجانب میزانیہ نفس (حقیقت علوی۔ کثافت ارضی)

؎ ثقل موازین سے صحت اوزان کیونکہ عدل کے معنے ہیں کہ ترازو کے جوانب کسی طرف جھکنے نہ پائیں)

القیمہ ملتِ وسطہ میں جاری کر دیا گیا ہے۔ جو بدلیل وراثت امر بالعدل مصطفوی مائیہ تہذیب و تدبیر و سیاست و تحکیم و فضل ہیں چنانچہ مندرجہ ذیل حقائق کو اعلاناتِ ساطعہ کی صورت میں ثبت کرتے ہوئے عنواناتِ بالا مکارم اخلاق و محاسن افعال (حکمت و عدالت، شجاعت و عفت) کے تحت اُن کی شرح کی گئی ہے کہ نفسِ ناطقہ کی تشخیص اور تجزیہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس کے ہر چہار قویٰ نظری و عملی و غضبی و شہوی کا عدل یعنی حکمت و عدالت شجاعت و عفت نفس انسانی کے فطری تقاضاؤں کی ایفاء ہے اور کتاب اور میزان العدل کی حامل صرف اُمّت وسط یا ملتِ اسلامیہ ہے اس لئے کافۃ النّاس کے افکار و افعال پر صرف اُسے ہی احتساب اور شہادت کا جائز حق پہنچتا ہے اور صرف اسی کی شمشیر محافظِ عدل ہے اور سطحِ ارض پر صرف حکیم ملتِ عدل کو ہی فضل اور برتری کا جائز استحقاق ہے اور تمام عالم کو قائم بالقسط ملتِ عدل کے روبرو لپسپت ہو جانا چاہیئے۔ اس کا امر بالعدل دلیل افضلیت ہے اور صرف شجاع ملتِ عدل ہی غلبہ شمشیر کے ساتھ محافظ اعتدال ہے اور تمام عالم کو اپنی قوت و عزت کے رُوبرُو جھکا لینے کا استحقاق رکھتی ہے اور صرف عفیف ملتِ عدل کا دامن پناہ امن ہے اس لئے سطحِ ارض پر مسندِ سیادت کا صرف اُسے ہی جائز حق پہنچتا ہے۔ تا آنکہ اس میں (جلد اوّل جزء الالف میں) انجام حقائق نفس اور نفس جماعت میں درجات تدریجیہ کی دلیل سے کیفیت نیم شعوری کے تحقق اور فردیت رسالت اور فردیت استخلاف کی طرف اسکے احتیاج کو دلائل قاطعہ کے ساتھ روشن کیا گیا ہے علیٰ ہذا اس کی جلد اوّل کی جزء ب میں سوانح عہد نبوت و خلافت الٰہیہ مصطفوی پر تبصرہ سے ترتیب دستور تعمیر ملی اور آئین ہائے صلح و جنگ اور قوانین نظم و ضبط کی تشکیل و تحدید کے ساتھ عنوانات ذیل کے تحت ان کے حقائق دستوریہ کو روشن کیا گیا ہے۔ جو سیاست فاتحہ و شوکت ضابطہ کے قہر و غلبہ کے لیے ضمانت قاہرہ ہیں تحکیم بین الدول کے لئے ملتِ عدل کا فطری استحقاق تکمیل معیشت تاسیس ملی۔ توسیع ملی اور اس میں اسباب قریبہ سے سازگاری۔ ترتیب عسکری (تشدید ملی) شوکت دفاع استقلال دفاع۔ شدت دفاع تحکیم بین الدول معاہدہ بین الدول۔ تصغیر الدول قصاص بین الدول تمکین استخلاف فی الارض۔ تمکین ہیبت۔ ماجرائے ہیبت۔ علیٰ ہذا اس کی جزء ب میں جزئیات بنیاد مستحکم کی شرح سپرد قلم کی گئی ہے۔ جو وحدتِ ملی کے تحقق تشکلہ کیساتھ فردیت امارت کے گرد اسکے تار و صحیح سے اتحادِ شجاعت اور شمشیر کے ذریعہ عدل ریاست سے دفع فرط داخلہ و خارجہ ہے اس سے متعلقہ عنوانات درج ذیل ہیں۔ تعمیر مسجد اور مقصود آیہ جعلت لی الارض مسجداً و طہوراً اور مواخاۃ (حقیقت اسلامیہ کا سیران نشتہ گر اور اہتمام کشف و تحمل اور دفع موانع فرطیہ (سیاست مدن) شعبۂ تاسیس و توسیع ملی۔ شعبۂ اجتہاد اور نفاذ امر۔ شعبۂ احتساب اساتذہ و ولاۃ وغیرہ۔ شعبۂ احتساب عامہ۔ شعبۂ حرس (پولیس) شعبۂ فصلِ قضایا۔ شعبۂ ہیبتِ اجراء۔ شعبۂ اصلاح بین الناس۔ شعبۂ تحصیل محاصل۔ شعبۂ عیادت مریض۔ شعبۂ رحم حیوانات۔ شعبۂ اہتمام صحت۔ شعبۂ زراعت۔ شعبۂ معدنیات۔ شعبۂ ملحقات آب رسانی و آبپاشی و نشان دہی۔ شعبۂ رفاہِ عامہ۔ شعبۂ جاسوسی۔ شعبہ ہائے صنعت و حرفت و تجارت و مواصلات۔ دار الضرب۔ شعبۂ وصل مفتوحہ سرحدات۔ شعبۂ نصرت ہجرت و انسداد بے روزگاری۔ شعبۂ تعلیم اہتمام کتابت و انشاء۔ تعدیل معاشرت یا تدبیر منزل اور شعبۂ تعلیمی۔ شعبۂ سیاست بین الدول۔ شعبۂ دفاع۔ شعبۂ نشر۔ شعبۂ تعدیل اُفق۔ اضافۂ محاصل رمضانات۔ محاصل متفرقہ

Marfat.com

جزیہ و خراج) اور شجاعت کے ترشحات فعالیہ کے ذریعہ دفع موانع فرطیہ (تصرفِ عضویہ۔ نمائش حلمیہ جرأت فعالیہ) اور سیاست خارجہ کی جزئیات (تعقید معاہدات۔ ایفائے عہد۔ سفراء و وفود۔ اسیرانِ جنگ سے حسنِ سلوک اور دیگر جزئیاتِ سیاستِ خارجہ)

الحاصل یہ حقائق دستوریہ شاہد ہیں کہ بمطابق اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ... الخ عہدِ مقدس مصطفوی میں تہذیب اخلاق، تدبیر منزل، سیاست مدن۔ سیاست بین الدول کی تکمیل ہوچکی ہے۔ یعنی دستور کامل (کتاب مجید) کے الفاظ کے ساتھ اس کی نورانی معنویت جو تمام تدریجی مقتضیات دہر کو محیط ہے، اپنی شرح متشکل اُسوۂ حسنہ مصطفوی کے ساتھ اِلیٰ یَوْمِ الْقِیٰمَۃ ملتِ وسط میں جاری کردی گئی ہے۔ جو اختتامِ نبوت پر حجتِ قاطع ہے۔ ملتِ اسلامیہ میں تمکینِ استخلاف فی الارض اور شوکتِ قاہرۂ اجتہاد اور نفاذِ امر اسی حقیقتِ علیہ پر شاہدِ ناطق ہے۔ اور سیرۃ نبوی پر ایک محققانہ نظر[1] جلد اول اسی سطوتِ غالبہ کی شرح درخشاں ہے۔

گویا حکیم و عادل اور شجاع و عفیف محمد رسول اللہ خلیفۃ اللہ فی الارض صلی اللہ علیہ وسلم مہذب اخلاق مدبر منزل اور موسس مدن اور موسس بین الدول ہیں۔ یعنی فرد و جماعت کی اساسی و تعمیری نسبت کے تقاضاؤں سے فردیت رسالت کے ساتھ جو وحدتِ مرجع فطری و نسلی کے تقاضاؤں کی ایفا ہے، مکمل فطرت نفس فرد و جماعت ہیں۔ اس لئے آپ کی ایک ایک جنبش لب اور حرکت و سکنت جائز واحد ملتِ وسط کے لئے (جس کی وحدت ایفائے تقاضائے وحدت مرجع فطری و نسلی ہے) اسوۂ حسنہ ہے اور چونکہ آپ کا اسوۂ حسنہ حامل کتاب (دستور عدل) اور میزان العمل ہے۔ یعنی قوتِ دستورِ عدل کے ساتھ میزان العمل میں صاحبِ قوتِ استقامت قسطاس ہے جو نفس ملحق ہیں اس کے جوانب میزانیہ یا اساس عدل کی تعدیل یا ثقل موازین کے لئے اپنی استقامت و صحت قسطاس کے ساتھ اس کے الحاق و انفعال کی دلیل سے متصرف با العمل ہے۔ جو وجہ تسلسل تعدیل نفس ہے۔ جو اس دستور عدل (کتاب) کی معنویت کے ساتھ اس میں استغراق کی دلیل سے اتحاد معنوی ہے۔ یہی تسلسل کتاب و حکمت ہے۔ جو تمام مقتضیات دہر کو محیط ہے اور وجہ تکمیل فطرت ہے۔ اور اسی دلیل سے استحقاق قبضہ و شمشیر ہے۔ کیونکہ مسخرات نفس کا حق حافظ فطرت کو پہنچتا ہے۔ پس کتاب و حکمت یعنی مضمون نبوت کے مسلسل اجراء کا اہتمام اکمال دین اور اتمام نعمت ہے۔ جو اجتہاد منور کے ساتھ احاطہ عملہ مستدرجۂ جزئیات فرعی کی دلیل سے اختتامِ نبوت پر حجتِ قاطع ہے۔

---

[1] چنانچہ سیرۃ نبوی پر ایک محققانہ نظر جلد دوم کیساتھ آغاز تطابق بالحقیقت کی دلیل سے اس شوکت فردیت نبوت مصطفوی پر شاہد با العدل ہے۔ منتقل ہوا

تذکرہ اور کتاب عدل

کا

انگریزی ترجمہ فاضل رکن جامعہ عالیہ صدیقیہ محمد ذکریا صاحب کی قلم سے مکمل ہو کر نیو عالمگیر پرنٹنگ پریس سیالکوٹ میں زیر طبع ہے

★★★

اللہ تعالیٰ ذکریا صاحب کی مرحوم والدہ برادران اور خصوصاً اُنکے بھائی محمد الیاس مرحوم کیلئے مذکورہ ایصال ثواب میں شمولیت کو شرف قبولیت بخشیں۔

Marfat.com

سیرۃ نبوی پر ایک محققانہ نظر (جلد اول و دوم)

مصنفہ خلیفہ محمد سعید

میں

تجزیۂ نفس کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے کہ تمام عالم پر صرف منکشف باالنور ملتِ اسلامیہ کو ہی فضل اور برتری کا جائز حق پہنچتا ہے۔ اور صرف اسی کی تلوارِ عدل کی حفاظت کر سکتی ہے۔ اور اس میں تہذیبِ نفس اور تدبیر منزل اور سیاست ملکی اور آئین ہائے صلح و جنگ کے قوانین منضبط کئے گئے ہیں۔

کتب موصوف سے جلد اول پاکستان میں پیش کرنے کے بعد اسے جملہ اسلامی ممالک کو پیش کرتے ہوئے اس کے اقتباسات کے انگریزی ترجمے فضلائے مشرق و مغرب کو پیش کر دیئے گئے ہیں اور ترکی، مصر، امریکہ جرمنی وغیرہ کئی ممالک کے فضلاء نے اسے دنیا کے ترقی یافتہ تقاضاؤں کو پورا کرنے والی اور ہم عصر دنیا کے لئے قانون کامل بنانے میں مددگار اور موجب تاریخ کامیابی قرار دیا ہے۔ مطالعہ فرمائیں۔

دار التصنیف والنشر جامعہ عالیہ صدیقیہ آلو مہار شریف

ضلع سیالکوٹ (پاکستان)

باہتمام محمد سرور قریشی نیو عالمگیر پرنٹنگ سیالکوٹ

فون نمبر ۳۴۵

Marfat.com